لا تستصغرن عدوا ولو كان حقيرا

حقیر سے حقیر دشمن کو بھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے

جان کی دشمن

مکھی

مؤلفہ جناب مولوی محمد اسد اللہ صاحب (علیگ) حیدرآبادی

حسب ایماء

عالیجناب مولوی فیروز الدین مراد صاحب بی۔ اے۔ ایم ایس سی

پروفیسر علوم طبعیہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڑھ

(مع چھ تصاویر)

تاج پریس چھتہ بازار حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

طبع ثانی

قیمت ۱۲/

فہرست مضامین

فہرست تصاویر



سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

دیباچہ

نوشتہ پروفیسر فیروز الدین صاحب بی اے، ایم ایس سی

گزشتہ سال سائنٹفک سوسائٹی علیگڑھ کے سامنے ایک مختصر مضمون بعنوان "گھر کی مکھی" پڑھا گیا تھا اس میں سائنٹفک سوسائٹی سے استدعا کی گئی تھی کہ کالج کے ڈائننگ ہال (کمرہ طعام اور مطبخ) کو منحوس اور نجس ونا پاک، مہلک، مارآستین مکھیوں سے نجات دلوائی جائے اس کے جواب میں میں نے بحیثیت صدر یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ "اولاً سائنٹفک سوسائٹی کی طرف سے ایک عام فہم رسالہ مکھی کے متعلق شایع ہوکر طلبا اور عوام الناس میں تقسیم ہونا چاہیئے۔ دوم طلبا کو مستعدی کے ساتھ مکھیوں کے خلاف نبرد آزما ہونا چاہیئے۔ جہاں کہیں مکھیوں کو خوردنی اشیا پر بیٹھا ہوا دیکھیں وہاں سے پرہیز کریں۔ بازار میں صرف اُن دکانداروں سے سودا خریدیں جو اپنی اشیاء کو ڈھانپ کر رکھیں اور اپنے گھروں میں اصرار کے ساتھ مکھیوں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں اور اگر ڈائننگ ہال اور باورچی خانہ میں مکھیوں کے انسداد کے لئے تمام دروازوں کھڑکیوں اور روشندانوں پر جالی کے پردے نہ لگا دئے جائیں اور دیگر مناسب تدابیر مکھیوں کے اخراج کے متعلق نافذ نہ کردی جائیں

۔۔۔ مقبولیت کے ساتھ حکام ذمہ دار کو باقاعدہ یاد دہی کے بعد ڈائننگ ہال سے کھانا کھانا ترک کر دیں گے۔
بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے کالج کے کل طعام میں مکھیوں کے متعلق مناسب احتیاط کی جاتی ہے لیکن مکھیوں کے انسداد کا مسئلہ عالمگیر اہمیت رکھتا ہے۔ گھر کی مکھی انسانی آبادی کے ساتھ لازم و ملزوم ہے ۔۔۔ کسی قسم بھی کم و بیش ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ اس لئے ایک کالج کے ڈائننگ ہال اور باورچی خانہ سے مخصوص نہیں ہے۔ جہاں کہیں انسان رہتے سہتے اور کھاتے پیتے ہیں مکھیوں سے احتیاط کی یکساں ضرورت ہے۔

ہر ایک معقول انسان کا فرض منصبی ہے کہ وہ نہ صرف خود مکھیوں کے قلع قمع کی تدابیر سے آگہی حاصل کرے اور ان کے استیصال کے عملی وسائل اختیار کرے بلکہ اپنے ابنائے جنس کو بھی خطرہ کی اہمیت سے کماحقہٗ آگاہ کرے جس طرح اطراف ہند میں دیگر اغراض کے لئے مختلف انجمنیں اور سبھائیں قائم ہیں اسی طرح اس جان کی دشمن انسان کی قاتل۔ گھر کی مکھی کے خلاف مسلسل جنگ کرنے کے لئے انسانی اتحاد اور اتفاق کی بیش از بیش ضرورت ہے۔ مہذب ممالک میں حکومت کی طرف سے عوام الناس میں اس قسم کی بیداری پیدا کی جا رہی ہے اور مکھیوں کے مارنے کے لئے میونسپلٹیوں کی طرف سے مختلف دوائیں مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔

مکھیوں کے انسداد کے متعلق مفصل معلومات صفحات ذیل کے مطالعہ سے حاصل ہوں گی لیکن مکھیوں کے استیصال کا ایک نہایت ضروری اور کارگر طریق عمل اس قابل ہے کہ میں اسے یہاں دوبارہ بیان کروں۔ مکھیوں کے فروغ کا موسم مارچ اپریل ہے جب کہ کوڑے کرکٹ کے انباروں سڑکوں پر گھوڑوں کی لید اور مال مویشی کے فضلہ پر مکھیاں بے شمار انڈے دیتی ہیں جن میں سے بہت جلد بچے نکل آتے ہیں اور ہمارے جہنم نشان موسم گرما کو اور زیادہ ناقابل برداشت بنا دیتے ہیں۔ سردیوں میں مکھیاں بہت کم دکھائی دیتی ہیں ان دنوں یہ بالعموم گھروں میں تصویروں اور پردوں کے پیچھے یا اور ایسی جگہوں پر جہاں انہیں کوئی نہ ستا سکے روپوش ہو جاتی ہیں اور اس طور سے آئندہ موسم تولید تک محفوظ رہتی ہیں جیسا کہ رسالہ ہذا میں مفصل طور پر تشریح کی گئی ہے

گرمیوں میں صرف ایک مکھی سے کئی ہزار بلکہ کئی لاکھ مکھیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ سردیوں میں ایک مکھی کا مارنا گرما میں لکھوکھا مکھیوں کو مکھی مار کاغذوں اور زہر کی پیالیوں کی مدد سے تباہ کرنے کے برابر ہے۔ لہذا اگر کسی قصبہ میں تمام لوگ متحد ہوکر سردیوں میں مکھیوں کو باقاعدہ طور پر فنا کردیں اور بہار میں ان کے انڈے بچوں کے اتلاف کی تدابیر پر عمل پیرا ہوں تو ان کے لئے موذی مکھیوں سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ گو مختلف اخبارات سے دیکھا گیا ہے کہ مکھیاں کئی میل اڑ سکتی ہیں لیکن اس بیخ کنی کے بعد باہر سے آئی ہوئی مکھیاں ایسے قصبہ میں بہت کم غلاظت پھیلا سکتی ہیں۔

سائنٹفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم علیگڈھ نے اشاعت علوم جدیدہ اور طلبائے کالج میں علمی خدمت کا صحیح علمی مذاق پیدا کرنے کی غرض سے دسمبر گذشتہ میں مفید علمی کتب کے بہترین اردو تراجم اور تعطیلات گرما میں قابل تعریف علمی کاموں کے لئے سنہری تمغوں اور نقد انعام ([illegible]) کا اعلان کیا تھا۔ انجمن کے ذرائع آمدنی صرف طالبعلموں کے ماہوار چندہ تک محدود ہیں اس لئے گو ہم اشاعت علوم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ رکھتے ہیں اور بفضلہ تعالی ہماری سوسائٹی علم دوست طلبا اور اساتذہ کی مدد سے اس کام کو بحسن اسلوب اعلی پیمانہ پر سرانجام دے سکتی ہے لیکن تاوقتیکہ مخیر اور با مذاق اصحاب علمی کتابوں اور رسالوں کے شائع کرنے کے لئے ہماری مدد نہ فرمائیں گے یہ کام وسیع پیمانہ پر نہیں ہو سکے گا۔ رؤسا اور بہی خواہان کالج سے ہماری استدعا ہے کہ سائنٹفک سوسائٹی کے لئے عطیہ جات دیکر نونہالان قوم کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

محمڈن کالج علیگڈھ کے ایک ہونہار طالب علم محمد اسد اللہ صاحب متعلم درجہ بی۔ ایس سی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے میرے ایما پر مختلف انگریزی کتب کی مدد سے گھر کی مکھی کے حالات، متعدی امراض کے شیوع اور ان کے انسداد کے متعلق یہ عام فہم رسالہ تالیف کیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ سائنٹفک سوسائٹی کی طرف سے جوان ہمت مولف کو اس تالیف

کے صلہ میں ایک ثمین ٹھوانقد انعام دیا گیا۔ مجھے اس رسالہ کے مفید ہونے کے متعلق کوئی شبہ
نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اُردو خواں اصحاب اس کے مضامین سے بے حد محظوظ ہوں گے
گو میں اس رسالہ کے متعلق مزید تنقید مدیرانِ جرائد اور نقادانِ فن کا حصہ سمجھتا ہوں بمصداقِ
ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ لیکن اس قدر ضرور کہوں گا کہ عزیزم محمد اسد اللہ کی
علمی مساعی کا یہ ثمرِ اولیں، زبان کی سلاست، شگفتگی، حسنِ ادا، نفسِ مضمون کی اہمیت اور دلچسپی
کے باعث انشاء اللہ العزیز مقبولِ خاص و عام ہوگا اور اس سے اعلیٰ علمی خدمات کا پیش رو
بنے گا۔ السّعی منا والاتمام من اللہ۔

فیروز دین مُراد

مدرسۃ العلوم علیگڈھ۔ یکم محرم الحرام ۱۳۳۶ھ ہجری
مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۷ء میلادی





میڈیکل رپورٹوں اور سائنٹفک تحقیقات سے یہ امر واضح ہے کہ بہت سی متعدی بیماریوں کی اشاعت مکھیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اگر مکھیوں کا قلع قمع کر دیا جائے تو اطبا کا خیال ہے کہ بیماروں میں نمایاں کمی واقع ہوگی۔ لیکن اکثر و بیشتر معلومات انگریزی زبان میں ہونے کی وجہ سے محض اردو داں پبلک ان سے بے بہرہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ مکھیوں سے تغافل اور لاپروائی عام طور پر کی جاتی ہے۔

استاد محترم شیخ فیروزالدین مراد صاحب بی۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سلیس اردو میں ایک بسوط عام فہم مضمون مکھی کے حالات، متعدی بیماریوں کے شیوع وغیرہ کے متعلق لکھوں تاکہ اردو داں پبلک اس سے فائدہ اٹھائے اور ہمعصر طلبا میں اس جیسے اور مضامین پر قلم اٹھانے کا شوق پیدا ہو۔ چونکہ مضمون بذات خود نہایت مفید تھا اور تعمیل حکم لازمی۔ اسکے علاوہ سائنس کا طالب علم ہونے کے اعتبار سے سائنٹفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڑھ کے مقاصد کی تکمیل میں ہاتھ بٹانا میرا فریضہ تھا میں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی کوشش سے مکھی کے متعلق یہ رسالہ لکھنا شروع کر دیا۔ بلدہ حیدرآباد دکن میں جب میرے دوست احباب کو معلوم ہوا تو انھوں نے اصرار کیا ہے کہ مضامین متذکرہ بالا انجمن اتحاد کے جلسہ میں سناؤں جسکی تعمیل میں نے کی۔

مضامین کسی خاص کتاب کا نہ تو لفظاً لفظاً ترجمہ ہیں اور نہ ترتیب مضامین میں کسی خاص مصنف کی پیروی کی گئی ہیں۔ لیکن اس کا مجھے اعتراف ہے کہ تفصیلی معلومات کا بڑا حصہ مسٹر ایف ڈبلیو فٹز سمن کی قابل قدر کتاب "گھر کی مکھی انسان کی قاتل" سے حاصل ہوا ہے جس کے لیئے میں لائق مصنف کا شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں۔

میں سائنٹفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڑھ کے اراکین مجلس انتظامی کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میری ناچیز کوشش کی بیحد قدر و منزلت کی اور ان مضامین کو پہلی دفعہ سوسائٹی مذکور کے مصارف سے طبع کر کے رہین منت کیا۔

کانفرنس گزٹ کے حصہ سائنس میں یہ مضامین "گھر کی مکھی انسان کی قاتل" کے عنوان سے شائع ہوئے تھے لیکن میرے شفیق مکرم محمد الیاس صاحب۔ بی ایم۔ اے (علیگ) نے مشورہ دیا کہ بجائے اس کے اس کا نام "گھر کی مکھی جان کی دشمن" رکھ دوں۔ کیونکہ اس سے دشمن کا ہر وقت ساتھ ساتھ رہنا بھی واضح ہو جاتا ہے۔ میں صاحب موصوف کا اس مناسب مشورہ پر شکریہ ادا کرتا ہوں بہ نظر اختصار سر ورق پر رسالہ ہذا کا نام "جان کی دشمن مکھی" تحریر کیا گیا ہے لیکن مکھی سے ہر جگہ اس رسالہ میں "گھر کی مکھی" مراد ہے۔

اگر اس رسالہ کو پڑھکر لوگ خطرہ سے متنبہ ہو جائیں اور مکھی کے فتنہ و شر سے بچنے کے تدابیر عمل میں لائیں تو میں یہ سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

ہیچمدان

محمد اسد اللہ (حیدرآبادی)





مقدمہ

امراضِ متعدی کے اسباب اور زمانہ گزشتہ و موجودہ میں انسانوں کی غفلت

طبیبوں اور ڈاکٹروں نے بیماریوں اور ان سے ہونے والی اموات کی جانچ پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ بیماریاں ان جراثیم سے پیدا ہوتی ہیں جو ہمیشہ انسانوں کے درپے آزار اور موقع کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ جس طرح بیماریاں مختلف ہیں اسی طرح جراثیم بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد کا شمار امکان سے باہر ہے۔ آفت تو یہ ہے کہ دشمن پاس ہوتا ہے اور خبر نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے انھوں نے سیکڑوں اور ہزاروں سال سے انسانوں اور حیوانوں پر خوب دل کھول کر یادِ دنیا کیں۔ مریض راضی برضا جو گزرتی سہہ لیتے تھے۔ علاج کرنے پر بھی شفا نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ مرض پہچانا ہی نہ جائے تو دوا سے فائدہ کیا ہو۔ اس پر روتے جھینکتے صحت ہوئی تو ادھوری کیونکہ چور تو کمین گاہ میں چھپا رہتا تھا۔ یہ صرف نشانہ کو ٹھیک ٹھاک کرتے تھے مگر یہ سب باتیں اب پرانی ہوگئیں۔ زمانے نے ترقی کی۔ اب اکثر بیماریوں کے اسباب طبیبوں اور ڈاکٹروں کی دوربین نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ کوئی نیا مرض ظاہر ہوا تو لگے ہاتھوں اس کے سببِ اصلی کی ٹوہ شروع ہو جاتی ہے اور دفعیہ کی بہتر سے بہتر تدبیر کا کھوج لگا لیتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ علوم و فنون کی ترقی کے ساتھ کوششیں بھی بارآور ہو رہی ہیں۔

دنیا میں ہر مرض کا علاج ہے مگر لاپروائی کی دوا لقمان کے دواخانے میں بھی نہیں۔ انسان

خود اپنا آپ تھوڑا بہت بھی خیال نہ کرے۔ تو حیف ہے۔ خود جن کی جان خطرہ میں ہو وہ تو کانوں میں انگلیاں دھر کر لگے رہیں عیش و عشرت کے مزے لوٹتے ہیں تو پھر ایسی کسی کو کیا پڑی ہے کہ خواہی نخواہی ان کے سر ہو اور کان میں ڈھول بجا بجا کر کہتا پھرے کہ دیکھو دشمن دروازے پر ہے۔ اٹھوگے بھی یا یوں ہی زندگی کو عیش و عشرت کے پیچھے تباہ کردوگے۔

توارث کا اثر

یہ خود اوندھے منہ گڑھے میں گرتے تو گرتے غضب یہ ہے کہ ماں باپ کی بداعمالیاں تین تین چار چار پشت تک اولاد کے گلے کا ہار ہوتی ہیں۔ اسلاف کی جسمانی اور دماغی کمزوریوں کا اخلاف کے ورثہ میں آنا ایک مسلمہ بات ہے۔ مانا کہ بچہ ماں کے پیٹ سے مرض میں مبتلا ہو کر نہ نکلے مگر یہ ضرور ہے کہ جن بیماریوں میں اس کے آبا و اجداد مبتلا رہ چکے ہوں ان کے قبول کرنے کی صلاحیت اور قابلیت ضرور ساتھ لیتا آتا ہے۔ اسی بنا پر ایک بڑی ذمہ داری اور اہم فریضہ ماں باپ پر عائد ہوتا ہے جس طرح کسان اپنی زمین کو مختلف تدبیروں سے زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح انسان بھی چاہے تو اپنی نسل اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ کرسکتا ہے جو انسان صرف خواہشات نفسانی اور جذبات حیوانی کی تکمیل کے پیچھے پڑا رہے اس کو انسان کہنا حقیقت میں انسانوں کو بدنام کرنا ہے۔ کیونکہ اس کی حرکت سیدھے راستہ سے ہٹی ہوئی اور خود اس کے اور نوع انسان کے حق میں مضر ثابت ہوگی۔ حق تو یہ ہے کہ انسان کو انسان بننا آسان نہیں خود اپنے نفس کے حقوق اپنے اہل و عیال کے حقوق۔ اپنی قوم اور ملک کے حقوق کی حفاظت و نگہداشت ایسی ذمہ داریاں ہیں کہ اچھے اچھوں کو ان کی بجا آوری میں لغزش ہو جاتی ہے۔

جراثیم اور ان کا منتقل ہونا

بیماریوں کا سبب جراثیم ہوتے ہیں۔ مگر یہ از خود ہمارے جسم میں سرایت نہیں کرسکتے ہیں۔ کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ کام کاج میں یہ ہمارے ہاتھوں سے لگ لپٹ کر چلے آتے ہیں اور کھانے پینے کے وقت ہمارے منہ تک ان کی پہنچ ہوتی ہے۔ پھر سانس اور غذا کے ذریعہ سے شش اور معدہ

میں پہنچ جاتے ہیں۔ دانتوں کے میل اور کثافت میں ان کی نشو ونما کو اس قدر سہولت ہوتی ہے کہ ایک سے ہزار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہر وقت اور خصوصاً رات میں دانتوں کا صاف رکھنا قیام صحت کے لئے بیحد ضروری ہے۔

مکھی جان کی دشمن مکھی جان کی دشمن اس لئے ہے کہ ان مہلک جراثیم کو خفیہ خفیہ ہر وقت انسانوں تک اس طور پر پہنچاتی رہتی ہے کہ ان بیچاروں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس کی بدولت جراثیم ہر جگہ منتقل ہوتے اور متعدی بیماریاں پیدا ہوتے ہیں اس پر بھی ہماری غفلت عبرت کے قابل ہے کہ اس خطرناک مکھی کی مطلق پروا نہیں کرتے۔



فصل اوّل

مکھی کی حقیقت

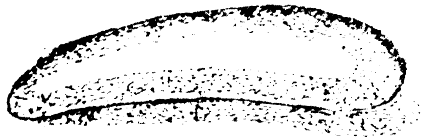
تجزیہ۔ مکھیوں کا توالد و تناسل۔ مکھی کی ساخت۔ مکھی پر جراثیم کا انبوہ کثیر مکھی کے ذریعہ امراض کا منتقل ہونا۔ ہماری غفلت اور اس کے برے نتائج۔

عوام کے سامنے اگر یہ کہا جائے کہ مکھی بیماریاں اور انسان کی ہلاکت کا سامان مہیا کرتی ہے تو ضرور کہنے والا دیوانہ اور سڑی سمجھا جائے گا۔ کیونکہ پر تکلف دسترخوان پر مزے کے کھانے چنے ہوتے ہیں تو کس کو خیال ہوتا ہے کہ ان میں مکھیوں نے کیا زہر ملا یا ہے اور کس کو گمان ہوتا ہے کہ کھانا معدہ میں پہنچ کر اینٹ سے اینٹ بجا کر رہیگا۔ مگر کوئی جانے یا نہ جانے حقیقۃً یہی ہے کہ مکھی ہے ڈرنے کی چیز۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک۔ امیر سے لیکر فقیر تک کسی کو اسکے فتنہ سے امان نہیں اور امان ملے تو آخر کیونکر ملے اس لئے کہ ہم نے دشمن کو دشمن بھی تو نہیں جانا اتنا ضرور جانتے ہیں کہ بیماریاں جراثیم سے پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کس کو خبر کہ یہ شیطان اس ظالم پر سوار آتے ہیں۔

مکھیوں کا توالد و تناسل

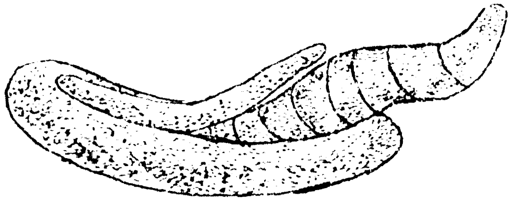
اب ذرا ان مکھیوں کی پیدائش و افزائش اور نشو و نما کو دیکھئے سر پیٹنے لگتے ہیں۔ کوڑے کرکٹ اور فضلہ وغیرہ پر مکھی وقت واحد میں کوئی ڈیڑھ سو انڈے دیتی ہے اور یہ انڈے کوئی چار پہر کے اندر ہی اندر کرم بن جاتے ہیں بلکہ یوں کہیے کہ کرم کی صورت پیدا کر لیتے ہیں جو اسی فضلہ میں نشو و نما پاتے ہیں اور کوئی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرنے پاتا کہ ایک اور حالت بدلتے ہیں جسکو شرنقہ کہتے ہیں۔ دوسرے ہفتہ کے بعد دیکھو تو نہ انڈے ہی رہے نہ شرنقہ بلکہ اچھی خاصی مکھیاں بن کر اڑ گئیں اور ابھی اڑی نہ تھیں کہ انڈے دینے لگیں اور پھر وہی دورہ و سلسل جاری ہو گیا۔ اس پورے دور کے لئے کسی لمبی چوڑی طول طویل مدت کی ضرورت نہیں۔ یہ سب مرحلے کوئی دس دن میں طے ہو جاتے ہیں اور ایک ایک مکھی سے کروڑوں مکھیاں پیدا ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک مکھی کروڑوں لاکھوں جراثیم کو اِدھر اُدھر منتقل کر سکتی ہے مگر یہ بھی عجب خدا کی قدرت ہے کہ گرما میں تو مکھیوں کی یہ گرم بازاری ہوتی ہے سرما پہنچتے ہی ان کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اکثر و بیشتر تو مر جاتی ہیں بعض کونوں گوشوں میں کواڑوں چوکھٹوں کی درزوں میں جہاں پناہ ملی جان بچا لیتی ہیں اور انہیں سے پھر اگلے کو مکھیوں کی نسل بڑھتی ہے اور ہم پر نت نئی مصیبتیں آتی ہیں۔ ان مصیبتوں کا انسداد اگر ہو سکتا ہے تو اسی سے کہ سرما میں مناسب طریقوں مثلاً دھونی وغیرہ سے مکھیوں کا قلع و قمع کر دیا جائے۔

مکھی یوں تو ایک جھول انڈے دینے کے بعد بھی مر جاتی ہے مگر عموماً یہ ہوتا ہے کہ عمر بھر میں کم از کم تین چار جھول انڈے دیتی ہے۔ فرض کیجے کہ اگر ایک مکھی جاڑوں میں کہیں نہ کہیں بچ رہی تو موسم گرما میں خوب کھا پی کر انڈے ضرور دے گی اور فرض کیجئے کہ اس نے اپنے موقع سے (۱۵۰) انڈے دئیے اور ان تمام انڈوں سے مکھیاں بھی پیدا ہوئیں اور پھر ان مکھیوں کی جب نوبت آئی تو انھوں نے بھی انڈے دئیے اور ان سے بھی مکھیاں پیدا ہوئیں تو اس طرح سے صرف ایک مکھی سے .... ۶۰۰۵۵۰۰۴ مکھیاں ایک موسم میں پیدا ہو سکتی ہیں اور اگر ایک مکھی ایک جھول کی بجائے تین جھول انڈے دے تو ان کی شمار کے لئے



تصویر نمبر (۲)

اس شکل میں مکھی کا انڈا کئی گنا بڑا دکھایا گیا ہے۔ سڑے گلے پتے۔ کوڑے کرکٹ اور فضلہ وغیرہ پر مکھی وقت واحد میں کم و بیش (۱۵۰) انڈے دیتی ہے۔



تصویر نمبر (۳)

اس شکل میں مکھی کا انڈا جس سے کرم پیدا ہو رہا ہے کئی گنا بڑا کرکے دکھایا گیا ہے۔ یہ کرم فضلہ میں نشو و نما پا کر کوئی ہفتہ بھر میں شرنقہ بن جاتا ہے اور دوسرے ہفتہ میں اچھی خاصی پروالی مکھی بن کر اڑ جاتا ہے۔

اچھے خاصے محاسب کی ضرورت ہوگی۔

اب اگر سرما میں کسی نے ایک مکھی کو مارا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ موسم سرما گرما میں اتنے کروڑ مکھیوں کو مارا۔ اور مکھیوں کو نہیں مارا بلکہ اس مرد خدا نے صدہا مخلوق کی جان بچائی کیونکہ ہر مکھی کے ساتھ سینکڑوں کیا معنی ہزاروں اور لاکھوں جراثیم ہوتے ہیں اور ان موذیوں کی نشو ونما اور پیدائش و افزائش کا یہ حال ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے حد و شمار سے باہر ہو جاتے ہیں اور ایک بڑا لشکر ہماری تباہی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

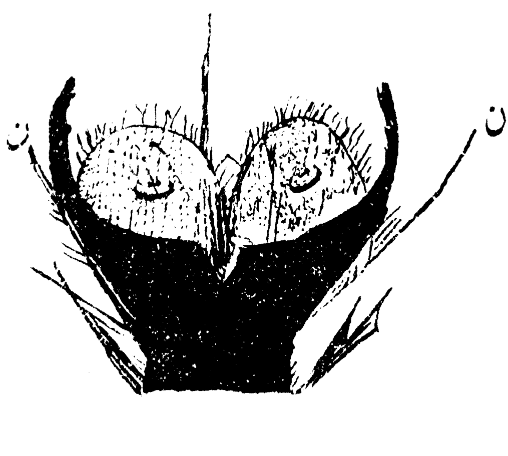
مکھی کی ساخت مکھی کے اعضا اور جسمانی ساخت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ یہ اس کے کاروبار کے لئے نہایت ہی موزوں اور مناسب ہیں۔ مگر کمبخت کے کاروبار ہی کچھ ایسے انسانوں کے لئے خطرناک واقع ہوئے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ گندہ سے گندہ مقامات اس کے مسکن ہوتے ہیں غلیظ سے غلیظ چیزیں اس کی غذائیں ہیں۔ پیدا بھی ہوتی ہے تو گندہ چیزوں سے اور پرورش بھی پاتی ہے تو ان ہی چیزوں میں۔ اس کا منہ اس طرح کا ہوتا ہے کہ اس سے صرف چوسنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ دوسری قسم کی مکھیوں کی طرح یہ نیش زن نہیں ہوتی۔ اس کے چھ پاؤں ہوتے ہیں اور ہر پاؤں میں دو دو انگلیاں ہوتی ہیں اس کے علاوہ ہر ایک پاؤں میں ایک بہت چھوٹا تکیہ لگا ہوتا ہے جس پر بہت سے مہین بال ہوتے ہیں اور جس میں چپچپا سا مادہ نکلتا رہتا ہے اوپر سے نیچے اترنے اور صاف چکنی سطح پر چلنے پھرنے میں اس سے اس کو بے حد مدد ملتی ہے۔ اس کے جسم پر بال اس قدر ہوتے ہیں کہ خوردبین سے دیکھنے میں بالکل بھدی اور مکروہ سی نظر آتی ہے۔ مکھی کی ساخت اور ہیئت کا بہ غور معائنہ کرنے کے بعد صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ کس طرح بیماریوں کے جراثیم اس کے ذریعہ چاروں طرف منتشر ہوتے ہیں

شہرنقہ کی حالت سے جب مکھیاں صورت بدلتی ہیں تو پہلے تو خوب جی بھر کر سڑی گلی گندہ اشیا سے پیٹ بھر لیتی ہیں۔ پھر ان ہی گندہ مقامات میں جہاں جراثیم کی کوئی انتہا نہیں ہوتی انڈے دیتی ہیں اور انڈے سے دلاکر ان کا قافلہ گھروں میں کھنچتا ہے۔ ہم تو



تصویر نمبر (۴)

سفید نقطے مکھی کے قدم کے نشانات ہیں جو ایک جیلیٹن کی پلیٹ پر چل رہی تھی چند گھنٹے بعد نشانات پر چار کروڑ ساٹھ لاکھ جراثیم تپ لازم، نمونیا وغیرہ بیماریوں کے پائے گئے تھے۔



تصویر نمبر (۵)

مکھی کے پاؤں کی کئی گنی بڑی تصویر۔ ن ن ناخن کی انگلیاں ت ت چپچپا تکیہ جس سے متعدی بیماریوں کے لاکھوں کروڑوں جراثیم لپٹے ہوتے ہیں۔

یہ دیکھتے ہیں کہ مکھیاں چلی آرہی ہیں اور اس کی خبر نہیں ہوتی کہ ان کے ہمراہ ہمارے قاتل ایک نہیں ہزاروں گھر میں گھس پڑے کیونکہ ایک ایک مکھی لاکھوں جراثیم کو با تکلف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرسکتی ہے اور یہ جس گندگی میں سے ہوکر نکلتی ہے اگر اس میں بیماریوں کے جراثیم ہوں اور نہ ہونا تعجب ہے تو پھر ان کے قافلے کے قافلے اس کے ساتھ ہولیتے ہیں۔

مکھی پر جراثیم کا انبوہ کثیر

گھر اور بازاروں میں ہم رات دن دیکھتے ہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں پر مکھیاں بھنبھناتی اور ٹوٹی پڑتی ہیں۔ اس سے ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ بیماریوں کے جراثیم کا ہمارے کھانے پینے کی چیزوں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ہے تو یہی مکھیاں ہیں۔

اسی وجہ سے سائنس والوں نے کہا کہ لاؤ مکھی کو خوردبین سے دیکھیں۔ انھوں نہ صرف مکھی کو دیکھا بلکہ جراثیم کا شمار کرنا بھی شروع کیا تو اکثر وبیشتر مکھیوں کے ہر ہر عضو پر درجن سے لیکر ہزاروں تک جراثیم پائے گئے۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ مکھی جہاں سے گزرے ذرا اس کو بھی دیکھ لیں پھر خردبین اٹھائی اور دیکھنے لگے تو خدا کی پناہ اس کے قدم قدم پر جراثیم کے کاروان پائے گئے جن کا یہ حال کہ ذرا سی مہلت میں سینکڑوں کے ہزاروں ہوجائیں۔ اسی طرح سے مکھی کو دودھ وغیرہ میں ڈبو کر متعدد تجربے کئے گئے جن سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مکھیوں کو گھر میں جگہ دینی سینہ پر سانپ کو پالنا ہے جس سے اپنی اور دوسروں کی جان ہمیشہ خطرہ میں پڑی رہے۔ ان سب باتوں کے باوجود بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں کہیں مریض دم توڑتے ہوں ان کے گردوپیش متاثرہ اشیاء اور غلاظت پر مکھیاں ٹوٹ پڑتی ہیں اور خوب کھاپی کر وہاں سے جب لوٹتی ہیں تو جہاں کہیں کوئی دریچہ کھلا پایا داخل ہوگئیں اور سیدھے دسترخوان یا باورچی خانہ میں کھانے پینے کی چیزوں پر دم لیا۔ جس سے یہ نہ صرف ان کو غلیظ اور ناس کرتی ہیں بلکہ بیماریوں کے جراثیم کو چپ چاپ ان میں ملا دیتی ہیں کہ لو آنکھیں بند کرکے مزے مزے سے کھاؤ اور تڑپ تڑپ کر جان دو۔

مکھی کے ذریعہ امراض کا منتقل ہونا

متعدی بیماریوں کے منتقل ہونے کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔ کہیں کوئی بیمار پڑا ہوا ہے تو مکھیاں اس کے آس پاس متاثر اشیا پر بھنبھناتی رہتی ہیں اور جراثیم ان پر جمع ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ایسے میں کسی باورچی خانہ سے ہوا کا جھونکا آئے تو گویا مکھیوں کے لئے بلاوا آیا۔ فوراً چل کھڑی ہوئیں اور اس بیماری کے جراثیم کو ہمسایہ کے گھر میں منتقل کر دیا۔

مکھی اس کی بالکل محتاج نہیں کہ اس کا کھاجا رقیق چیز ہو۔ سوکھی چیزوں کو وہ اپنے لعابِ دہن سے گیلی کر لیتی ہے اور پھر چوس لیتی ہے۔ قند یا مصری کی ڈلی پر جب مکھی بیٹھی ہے تو خوردبین سے اس کا تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ مکھی اس میں کلام نہیں کہ گندہ اور گندگی میں رہنے والی ضرور ہے مگر جب گندگی سے نکل کر گھروں میں داخل ہوتی ہے اور ہمارے کھانے پینے کی چیزوں پر بیٹھتی ہے تو اس وقت اس کو کچھ صفائی کا خیال آتا ہے غلاظت بدن سے جھاڑتی ہے تو جراثیم کی چاروں طرف بوچھار ہوتی ہے جو ہماری غذا میں مل جاتے ہیں۔

جراثیم کے منتقل ہونے کی اور ایک مثال دیکھئے کہ ننھی سی جان دنیا و مافیہا سے بے خبر میٹھی نیند جھولے میں سو رہی ہے اور ظالم مکھی ام الصبیان کے جراثیم سے بھری ہوئی اس کے نازک ہونٹوں پر بیٹھ گئی۔ اب جراثیم اس کے ہونٹوں پر نہ آجائیں تو کیا ہوں۔ ادھر جراثیم پہنچ گئے ادھر دایہ نے بچے کے جاگتے ہی دودھ پلا دیا۔ اتنی سی جان اس کو کیا خبر کہ کیا ہونے والا ہے ہک ہک کر دودھ پی لیا اور ان جراثیم کا ہجوم معدہ میں پہنچ کر اس کی جان کے درپے ہو گیا غرض ذرا ذراسی بے احتیاطیوں سے مصیبتوں کا سامنا ہو جاتا ہے اور مکھیوں کا تو صبح سے شام تک دھندا یہی ہے کہ انسانوں کے حق میں کانٹے بویا کریں۔ یہ دعوے ہی دعوے ہے کہ ہم نے تمام مخلوقات کو اپنا محکوم کر لیا حقیقت یہ ہے کہ ان مکھیوں اور جراثیم سے خود انسانوں کو گریز نہیں۔ ان کے مقابلے سے ہم عاجز ہیں اور اسی طرح سے عاجز رہیں گے۔ جب تک کہ غفلت کی ٹپیاں آنکھوں پر بندھی کی بندھی رہیں۔

ہماری غفلت اور اسکے برے نتائج

زندگی کی شاہراہ پر غور سے دیکھئے تو قدم قدم پر تباہی و بربادی کے دام بچھے ہوئے ہیں۔ یہاں تو ضرورت اس کی ہے کہ انسان پھونک پھونک کر قدم رکھے ورنہ اس کا سلامتی کے ساتھ منزل مقصود اور عمر طبعی کو پہنچنا محال ہے اور بدقسمتی سے ہوتا بھی ہے کہ بہت سے غنچے کھلنے بھی نہیں پاتے کہ مرجھا جاتے ہیں سینکڑوں اور ہزاروں ماں باپ کے دلوں پر جگر گوشوں کے عالم طفولیت میں چل بسنے کی چوٹ ہوتی ہے اور بہت سے ایسے بھی ہیں کہ ان کو نوجوان اولاد نے بڑھاپے میں ایسا داغ دیا کہ مدتوں تک رہ رہ کر جگر میں ٹیس اٹھتی ہے اس بے وقت کی موت کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے تو یہی کہ مائیں جن کی گودیوں میں بچے پرورش پاتے ہیں حفظ صحت کے اصول سے عموماً ناواقف ہوتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی آنکھوں کے اجالے گودیوں سے اتر کر چلنے پھرنے لگے بھی تو ہاتھ پاؤں کے ایسے کمزور اور قویٰ کے ایسے منحنی کہ بیماریوں کو دفع کرنے کی قوۃ ان کے امکان سے باہر اس پر طرہ یہ کہ ان کا ہر ایک کام بے ڈھنگا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ سب بے وقت اور بے ترتیب۔ بے اصولی زندگی کا ادھر یہ حال اور ادھر مکھیوں و جراثیم کا لشکر ہاتھ دھو کر پیچھے پڑا ہوا۔ نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ابھی بی بی شوہر چین سے زندگی بسر کر رہے تھے کہ اتنے میں بی بی کا ساتھ چھوٹا اور شوہر جگر تھامے رہ گیا۔ ننھے ننھے بچوں کی آنکھوں سے ابھی آنسو خشک نہ ہونے پائے تھے کہ باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ اکثر گھروں اور کنبوں میں اس قسم کے حادثے ہوتے رہتے ہیں اور ایسے دردناک واقعات پیش آتے ہیں۔ کہ پتھر کا دل بھی پسیج جائے۔ اس میں نہ کوئی قسمت کا قصور اور نہ قدرت پر الزام۔ قدرت کے سب کام منضبط ہیں ان کے خلاف چلو تو سزا بھی بھگتو۔ حفظ صحت کے اصول کو نظر انداز کر دو گے تو ضرور کمزور اور نحیف ہو گے اور بیماریوں کے دفعیہ اور مقابلہ کی قوۃ لامحالہ گھٹ جائیگی پھر اگر غنیم نے موقع پا کر حملہ کر دیا تو حواس گم اور اوسان خطا ہو گئے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت



فصل دوم

مکھی کے حالات

تجزیہ ۔ مکھی کی قے اور فضلہ ۔ مکھی کے شر سے آگہی ۔ تپ لازم سے بچنے کی تدبیریں ۔ مکھی کی دوڑ دھوپ اور متعدی بیماریوں کا شیوع ۔ انسان کا تمدنی اور معاشرتی فریضہ ۔

مکھی کی قے اور فضلہ صفحات بالا کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مکھی کے جسم کا بیرونی حصہ سر تا پا جراثیم سے بھرا ہوا ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ اس کا معدہ اور اندرونی حصہ بھی بیرونی حصہ جسم کی طرح ان سے خالی نہیں ہوتا ہے مکھی فطرتاً کچھ ایسی حریص اور پیٹو واقع ہوئی ہے کہ کھانے سے کسی طرح اس کا جی سیر نہیں ہوتا اس کے ماسوا مکروہ سے مکروہ اور غلیظ سے غلیظ چیزیں اس کی مرغوب اور پسندیدہ غذائیں ہیں اور عموماً ان چیزوں میں مختلف بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں جن پر اس کے معدہ کے عمل اور حرارت کا کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ اس کے عرق معدہ کا اثر تو صرف ان چیزوں پر ہوتا ہے جو نباتاتی ہوتے ہیں اور جن میں غذائیت ہوتی ہے اور وہی گھل مل کر اس کے جزو بدن ہو جاتے ہیں باقی جراثیم جوں کے توں صحیح سالم اس کی نجاست کے ساتھ معدہ سے خارج ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے گھر یا دکانوں کی جن چیزوں پر مکھیوں کی غلاظت ہو ان سے پرہیز بےحد ضروری ہے ۔ کیونکہ غلاظت میں جراثیم کا ہجوم ہوتا ہے گھروں میں غلاظت سے بچنے کا کافی بندوبست ہونا چاہیئے تاکہ اس کے فضلہ کے نشانات کھانے پینے اور برتنے کے سامان پر آنے ہی نہ پائیں ۔ بازاروں میں اس کا انسداد اس طریقہ سے ہو سکتا ہے کہ جن دکانوں میں مکھیاں بھنبھناتی ہوں اور دکانداروں کو صفائی کا خیال اور مکھیوں سے سامان کی حفاظت کی فکر نہ ہو وہاں کی خرید و فروخت یک لخت بند کر دیں

یہ ہرگز خیال نہ کرنا چاہئے کہ مکھیوں کی غلاظت خشک ہونے کے بعد کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ان میں جو جراثیم ہوتے ہیں وہ اُس کے خشک ہونے پر بھی زندہ ہوتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ فی الوقت ہمارے حق میں کوئی زہر اگل نہیں سکتے۔ موقع کے منتظر رہتے ہیں ذرا سی رطوبت پہنچی انھوں نے زور باندھا۔ رہا ان کی نجاست اور غلاظت سے نجات کا حاصل ہونا تو جب تک مکھیاں گھر میں ہوں گی یہ بات قطعاً ناممکن ہے اس غلاظت کے علاوہ مکھیاں چونکہ فطرتاً حریص ہوتی ہیں جب کبھی انھیں موقع ملتا ہے ایک دوسرے کی سبقت کے خیال سے ٹھونس ٹھونس کر ضرورت سے زیادہ نہایت عجلت کے ساتھ کھا جاتی ہیں اور ہمارے گھروں میں کھانے پینے کی چیزوں پر بیٹھ کر بڑے اطمینان سے تھوڑا تھوڑا اگلتی جاتی ہیں اور دوبارہ چبا چبا کر کھاتی ہیں۔ تھوڑا بہت اُگلا ہوا رہ ہی جاتا ہے جس میں سینکڑوں ہزاروں بیماریوں کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اکثر چیزوں پر جن پر مکھیاں بیٹھی ہوں چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے دو طرح کے نشانات پائے جاتے ہیں جن میں بڑے تو ان کی نجاست کے ہیں اور دوسرے چھوٹے اس اگلی ہوئی چیز کا جو پسماندہ ہوتا ہے اُس کے۔ غرض ان دونوں طریقوں سے جراثیم کا انبوہ کثیر ہمارے کھانے پینے کی چیزوں تک منتقل ہوتا ہے مگر ان باتوں کو جانے کون؟ اور نہ جاننے ہی کی وجہ ہے کہ اکثر وقت غفلت کے عالم میں ہم خود اپنے ہاتھوں اپنے پانوں پر کلھاڑی مارتے اور دوسروں کو بھی ایسا زبردست نقصان پہنچاتے ہیں کہ اسکی تلافی کسی طرح ممکن نہیں ماں باپ اپنی چہیتی اولاد کو کس لاڈ پیار اور ناز و نعم سے پرورش کرتے ہیں اور اُن کے آرام و راحت کے لئے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے۔ ذرا سے دکھ درد میں وہ مبتلا ہوں تو جان سے تک دریغ نہیں کرتے مگر اس کا کبھی دھیان نہیں کرتے کہ خود ان کی لاپروائی اور غفلت سے ان کے بچوں کی جان عذاب میں پڑ جاتی ہے علاج تو پہلے اس غفلت کا ہونا چاہئے۔ بچوں کو تو رہنے دیجئے الگ خود کمانے دھمانے والے پر مصیبت آجائے تو گھر کا کیا حال ہو۔ یہ کوئی اَن ہونی باتیں نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے اور یہاں ہی کی نادانیوں سے ہوتا ہے۔ اب رہا اس کے لئے کوئی

تدبیر۔ سو کوئی فرشتہ کان میں آکر کہنے سے رہا۔ جو بندہ یا بندہ شل مشہور ہے۔ جس کے پیٹ میں درد ہو وہی دوا کھائے۔ علم کا دروازہ کسی پر بند نہیں۔ ہر شخص کا فریضہ ہے کہ کھٹکھٹائے خود اپنے لئے اور اپنے بھائی بندوں کے لئے کافی معلومات جمع کرے اور عمل پیرا ہو ورنہ نادانی کے عالم میں کوئی ناشدنی بات ہو جاسے تو الزام اسی کی گردن پر رہے گا۔ کیونکہ نہ جاننا اس کی غلطی ہے۔

خیر مطلب یہ ہے کہ گھر کی مکھیاں سر تا سر جراثیم میں بھری ہوتی ہیں جو ان کے بیرونی حصہ جسم پر ہوتے ہیں وہ تو براہ راست یا کھانوں وغیرہ کے توسط سے ہم کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کرتے ہیں اور جو اندرونی حصہ جسم میں ہوتے ہیں وہ ان کی غلاظت وغیرہ کے ذریعہ خطرہ کا باعث ہوتے ہیں۔

گو گزشتہ صدی عیسوی سے قبل جراثیم اور ان سے بیماریوں کا پیدا ہونا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا لیکن عقلمند آدمی آج سے کئی سو سال پہلے اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ موسم گرما میں مکھیوں کی کثرت ایک شگون بد اور بیماریوں کا پیش خیمہ ہے آجکل خود ہمارا تجربہ بھی اس کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔ عوام اس کو دھوپ کی شدت اور گرمی کی حدت کا نتیجہ تصور کرتے ہیں جو اگر صحیح ہو سکتا ہے تو اس اعتبار سے کہ ان اسباب میں مکھیوں کی تعداد غیر معمولی طور سے بڑھ جاتی ہے جن کے ذریعہ سے بیماریاں آناً فاناً اس طرح پھیلتی ہیں جیسے بن میں آگ لگی۔

جاپان کے اطبا کا خیال

جاپان کے اطبا بھی آج سے مدتوں پہلے اس بات کو جان چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جنگ روس و جاپان کے موقع پر مکھیوں کے انسداد میں بہت کوششیں کیں اور ایک حد تک بیماریوں کی روک تھام کرنے میں کامیاب بھی ہوئے۔



مکھی کے کھانے پینے کی چیزوں میں گر پڑنے کے بعد ان سے پرہیز کرنا لازمی ہے

اس زمانہ میں یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ مکھیوں پر صدہا تو کیا لاکھوں جراثیم ہوتے ہیں ایک بھرے ہوئے دودھ کے پیالہ میں مکھی کے ذریعہ مختلف بیماریوں کے لاکھوں جراثیم کا پہنچ جانا بہت ممکن اور قرین قیاس ہے جب تک کم از کم پانچ دس منٹ تک دودھ کو خوب جوش نہ دیا جائے ان جراثیم کا مرنا محال ہے مگر انسانوں کی لاپروائی کی بھی کوئی حد نہیں۔ اکثر دیکھا ہوگا کہ کھانے پیتے وقت سالن دودھ یا چاء وغیرہ میں مکھی گر پڑتی ہے تو بڑی بے تکلفی سے نکال کر پھینک دی جاتی ہے اور ذرا بھی اندیشہ نہیں کیا جاتا ہے حالانکہ نہ معلوم کتنی بیماریوں کے جراثیم اس مکھی سے لپٹے ہوئے تھے جو ہمارے دودھ اور چاء میں مل گئے اور ان کے ساتھ ہمارے معدہ میں داخل ہوگئے شکر تو اس کا ہے کہ صحت کی حالت میں جو عرق معدہ غذا پر گرتا رہتا ہے تریاق کا کام کرتا ہے ورنہ مدت ہوئی ہوتی کہ ان خطرناک جراثیم نے انسانوں کا خاتمہ کر دیا ہوتا۔

تپ لازم

کس کو معلوم نہیں کہ تپ لازم نہایت زہریلا اور متعدی بخار ہے عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ مرطوب آب وہوا کی بود وباش اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہ ہونے سے اس عارضہ میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان امور سے بتدریج صحت پر بڑا اثر پڑ جاتا ہے اور طبیعت میں اس کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے مگر اصلی سبب یہ امور نہیں ہوتے متعدی بیماریاں ان کے جراثیم کے منتقل ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور جراثیم منتقل ہوتے ہیں انہیں مکھیوں کے ذریعہ۔ بہت ممکن ہے کہ نادانی سے یہ کہا جائے کہ متعدی بیماریوں کا ہونا اور جراثیم کا بیمار سے تندرست آدمی کے جسم میں منتقل ہونا خیالی تکے اور لغو باتیں ہیں کیونکہ بہت سے لوگوں کو تپ لازم کے بیمار کے نزدیک رات دن رہتے دیکھا ہے مگر ان پر اس متعدی بیماری کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ مختلف انسانوں میں بیماریوں سے بچنے کی قوتیں مختلف درجوں کی ہوتی ہیں اس لئے سب پر یکساں

اثر ہونا لازمی نہیں۔ بعض تو اسکی لپیٹ میں ایسے آتے ہیں کہ جاں بر نہیں ہوتے اور بعض تھوڑی بہت مصیبت جھیل لیتے ہیں مگر آخر کار بیماری کو دھکا دیکر بڑھا دیتے ہیں اور بعض خوش قسمت خدا کے بندے ایسے بھی ہیں کہ ایک تپ لازم تو کیا اسکے سونپت سے بھی ان کا بال بیکا نہیں ہو سکتا لیکن یہ ضرور ہے کہ گو بیماری کا اثر ان پر نہ ہو اس کے جراثیم ان کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان کی تعداد بڑھتی رہتی ہے جو ان کے لیے تو نہیں مگر دوسروں کے لیے خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے جسم میں جو جراثیم موجود ہوتے ہیں وہ دوسروں کو متاثر کرتے ہیں۔

بیماری کی فوری پہچان دشوار ہے

اکثر دیکھا گیا کہ بیمار کو کئی کئی دن تک مطلق خبر نہیں ہوتی اور بیماری ہے کہ اس کے جسم میں خفیہ خفیہ اپنا تسلط جما جاتی ہے۔ بیماری کی علامات کا فوری ظاہر ہونا کوئی ضروری امر نہیں۔ جراثیم کی پیدایش و افزائش اور زہریلا اثر پیدا کرنے کی قابلیت پانے کے لیے بھی آخر مہلت چاہیے۔ اور اسی مہلت میں عموماً بیماری کی جان پہچان پوری طور سے نہیں ہو سکتی اور جب تک بیماری کی تشخیص ہی نہ ہو دوسروں کو کیا خبر کہ کون بلا کس کے گلے لپٹتی ہے اس کے ماسوا بیمار اچھا بھی ہو جاتا ہے تو جراثیم ایکدم اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے بلکہ کئی دنوں تک اس کے جسم میں موجود ہوتے اور دوسروں کے جسم میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ عام طور پر لوگ بیمار کو غسل صحت دیکر سمجھتے ہیں کہ کل بلا ٹلی اب کوئی ڈر کی بات نہیں حالانکہ جراثیم کا پوری طور سے دفعیہ نہیں ہوا اور اس سے دوسرے تندرست آدمیوں کے جسم میں اُن کے منتقل ہونے کا احتمال باقی ہے۔

تپ لازم سے بچنے کی تدبیر

غرض ان مختلف مخدوش حالتوں میں اگر بیماری سے دوسروں کو پناہ مل سکتی ہے تو صرف اسی طریقہ سے کہ رہنے بسنے کے مقام صاف ستھرے رہیں اور مکھیوں کا عمل دخل قطعاً نہ ہو۔ مکھیاں نہ ہوں گی تو جراثیم میں پر نہیں پھوٹ پڑیں گے جو بیمار سے نکل کر تندرست آدمیوں سے آلپٹیں۔ آفت تو آتی ہے جاتی مکھی کی

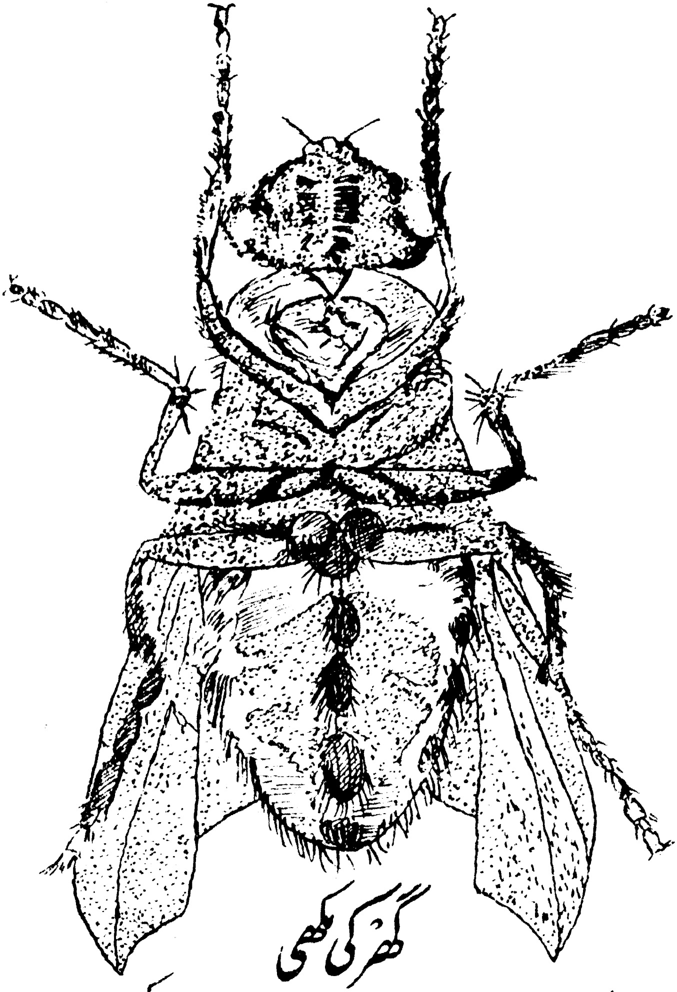
کی کارستانی ہے کہ مریض کے گرد و پیش کی متاثر چیزوں میں ملوث ہوکر ہم کو متاثر کرتی ہے اور ہماری جان جنجال میں ڈال دیتی ہے یہ نہ ہو تو انسان کو بہت سی مصیبتوں کا سامنا نہ ہو۔

مکھی کی دوڑ دھوپ اور وبائی امراض کا شیوع

اس تمام تفصیل و وضاحت کے بعد بھی بہت ممکن ہے کہ لوگ مکھیوں سے بیماریوں کے شایع ہونے کو بخوبی نہ سمجھیں کیونکہ ان کے خیال میں تو مکھیوں کی دوڑ دھوپ زیادہ سے زیادہ ایک گھر سے دوسرے گھر تک ہوتی ہے اور وبائی بیماری گھر اور محلہ کا کیا ذکر شہر بھر میں پھیل جاتی ہیں حقیقۃً یہ ہے کہ مکھیاں عوام کے خیال کے مطابق صرف ایک محدود دائرہ ہی میں نہیں رہتیں بلکہ ہوا زور سے چلے تو ان کے پر پرواز میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ دو دو تین تین میل سے نکل نکل جاتی ہیں اور یوں بھی ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک معمولی اوقات میں پہنچ جاتی ہیں اس کے بارہا تجربے ہو چکے ہیں مثلاً بہت سی مکھیاں ایک جگہ پکڑی گئیں اور انھیں رنگ کر چھوڑ دیا۔ پھر دو ایک دن بعد شہر کے مختلف محلوں میں مکھیاں پکڑی گئیں اور ایک ایسے رنگ میں انھیں ڈبو دیا کہ اگر کوئی مکھی ایک دفعہ پہلے رنگ میں رنگی جا چکی ہے تو پہلا رنگ اس رنگ سے کیمیائی ترکیب پا کر معاً آسمانی ہو جائے ورنہ صرف یہی رنگ چڑھا رہے غرض بہت سی مکھیوں کو دوسری دفعہ رنگنے سے معلوم ہوا کہ وہ پہلے بھی رنگی جا چکی تھیں اس سے صاف طور پر پتہ چل گیا کہ مکھیاں کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے مقامات اور شہروں میں سواریوں اور جانوروں کے ہمراہ مکھیوں کو دور دور تک جاتے ہوئے ہم خود روزانہ دیکھتے ہیں۔ پس ان کے ساتھ جراثیم کو بھی دور دور تک دھاوا مارنے کا موقع ملتا ہے۔

انسان کا تمدنی اور معاشرتی فریضہ

تمدنی اور معاشرتی حیثیت سے ہمارا فرض منصبی ہے کہ مکھیوں سے چشم پوشی نہ کریں کیونکہ ان سے چشم پوشی کرنے کے یہ معنی ہیں کہ درپردہ ہم دوسروں کو بیماریوں سے متاثر کرتے اور دو



گھر کی مکھی

یہی وہ دشمن جان ہے جو انسان کی تباہی و بربادی کے لئے متعدی امراض کے بے شمار جراثیم اپنے بالوں اور پاؤں کے ساتھ چمٹا کر اور اپنے معدہ میں بھر کر ہر جگہ منتقل کرتی پھرتی ہے غافل انسان اس کو بلا روک ٹوک اپنی آبادی میں رہنے سہنے دیتا ہے اور اسے اپنی کھانے پینے کی چیزوں پر بے تکلف اجازت دیکر اپنی ہلاکت کے ساماں پیدا کرتا ہے (اس تصویر کا اصلی نمونہ کامل ایک برس کی مسلسل محنت کے بعد ایک امریکن سائنس دان نے بنایا تھا۔ اس تصویر میں مکھی کے مختلف اعضاء کا باہمی تناسب بالکل اصل کے مطابق ہے

دکھ میں مبتلا کرتے ہیں۔ ان پر ترس کھانا اور ان کے فتنہ و شر سے غافل رہنا خود اپنی جان اپنے بال بچوں بھائی بندوں اور پڑوسیوں پر ستم ڈھانا ہے انگریزی مثل ہے کہ انسان نادانی اور غفلت کے عالم میں وہاں بیدریغ گھس پڑتا ہے جہاں فرشتوں کے پر جلتے ہیں مگر یہ جہالت کا خاصہ اور لوازمہ ہے۔

اب جب کہ ترقی سے سینکڑوں انقلابات آچکے اور دنیا نے ہزاروں پلٹے کھائے علوم و فنون کی روشنی نے ہماری بصارت کو زیادہ تیز کر دیا ہے اور دنیا کے بہت سے راز فاش کر دیئے۔ اب بھی ہم نے اگر ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور پرانی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے رہیں تو ہماری زندگی باعث ننگ ہوگی اور ہماری سمجھ بوجھ بجائے تمغہ امتیاز ہونے کے کلنک کا ٹیکہ ہو کر ماتھے پر لگے گی۔

امریکہ اور افریقہ میں تپ لازم اور ہیضہ کے شیوع کا سبب مکھی قرار پائی

امریکہ میں جب تپ لازم پھوٹ پڑا اور لوگ پریشان ہوئے تو ڈاکٹروں نے اس کے شیوع کے اسباب پر غور کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ جن گھروں میں طبی مشوروں پر عمل کیا گیا تھا اور دیگر ہدایات کی پابندی کے ساتھ مکھیاں بھی نیست و نابود کر دی گئی تھیں وہاں گھر کے بقیہ لوگ اس بلا سے محفوظ رہے اور جن گھروں میں سب ہدایات کی تو لفظاً لفظاً پابندی کی گئی لیکن مکھیوں کو آزادی رہی وہاں کئی کئی آدمی مصیبت میں مبتلا ہوئے جنوبی افریقہ میں سوء ہضم کی شکایت بھی عموماً ہوتی ہے جس سے خصوصاً صغر سنوں پر بیحد مصیبت آتی ہے وہاں پر تحقیق و تفحص کا نتیجہ یہی ہوا کہ مکھیاں ہی مرض کے منتقل ہونے کا باعث قرار پائیں اور ان کا وجود ان کے شیوع کے لئے لازم و ملزوم تسلیم کیا گیا جب مختلف اور متعدد تحقیقات اور تجربوں سے یہ معلوم ہو جائے کہ اکثر بیماریوں کا سبب مختلف قسم کے غیر مرئی جراثیم ہیں اور جراثیم انسانوں تک منتقل ہوتے ہیں انہیں مکھیوں کے ذریعہ تو پھر یہ ہماری غفلت اور نادانی ہے جو ہم ان کی پروا نہیں کرتے۔ ہمیں چاہئے تو یہ کہ ہمیشہ

سے تلف کرتے رہے۔

مکھیوں کی ہلاکت کے درپے رہیں ورنہ اپنی اور اپنے عزیز و اقربا اور ہمسایوں کی صحت اور بقائے زندگی کو خیر باد کہیں۔

فصل سوم

کارخانۂ قدرت پر سرسری نظر

تجزیہ۔ دنیا تنازع للبقا کی جگہ ہے۔ مکھی کے دشمنوں کی حفاظت ضروری ہے۔ مکھی کے دشمن جانوروں اور پرندوں کا ذکر۔ مکھی کا وجود آغاز آفرینش میں مفید تھا۔ لیکن اب مکھی جیسے داروغۂ صفائی کی ضرورت باقی نہیں ہی۔ مکھی کے قدرتی دشمن آج عاجز کیوں ہیں۔

دنیا تنازع للبقا کی جگہ ہے

اگر صحیفۂ فطرت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو صاف صاف دکھائی دیگا۔ کہ ہر ہستی خواہ وہ حیوانات سے ہو خواہ نباتات کی قسم سے اپنے اور اپنی جنس کے برقرار رکھنے بلکہ ان کی زیادتی کے لئے سرگرم پیکار رہے۔ اور اسی باہمی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ ہر ہستی اور جنس رفتہ رفتہ ترقی کے مرحلوں کو طے کرتی رہتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی قوانین قدرت کچھ ایسے منضبط اور مکمل ہیں کہ کسی جنس کو حد اعتدال سے آگے بڑھنے کا موقع بھی نہیں ملتا کیونکہ اعتدال کے برقرار رکھنے کے لئے اسباب مخالف بھی مہیا کئے گئے ہیں ورنہ اس اعتدال میں فرق پڑ جائے تو کارخانۂ قدرت کا شیرازہ بکھر جائے۔

انسان کا ورود اور مکھی کے دشمنوں کی تباہی

جب حضرت انسان خلیفہ بنکر زمین پر نازل ہوئے تو انھوں نے ہر جگہ دخل دینا شروع کیا اور اُن کو پڑ گئی اسکی کہ ہر چیز

اپنے ڈھب کی اور ہر کام اپنی مرضی کے موافق ہو۔ بس "اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی" کا مضمون ہو گیا کہ اکثر اپنے مقاصد کی تکمیل کے یہ ایسے پیچھے پڑے کہ کسی اور بات کا مطلق خیال نہ رہا۔ اگا پیچھا کچھ نہ سجھائی دیا تو لگے بہت سی مخلوق اور ہستیوں کو تباہ کرنے یہ سمجھ کر کہ یہ مضر اور خوفناک ہیں حالانکہ وہی ان کے لیے از حد مفید تھیں اسی طرح مکھی کے دشمن چھوٹے چھوٹے جانوروں اور پرندوں وغیرہ کا جو ان کے معین و مددگار ہو سکتے تھے قلع قمع کرنا شروع کیا۔ یہ محض ان کی کم سمجھی اور نادانی تھی کہ دوست دشمن کی تمیز نہ کی۔ یا کبھی محض آرائش و زیبائش کے خیال نے اکسایا تو بہت سی ایسی ہستیاں ان کے ہاتھوں پامال ہوئیں کہ اگرچہ رہتیں تو ان کے دشمنوں کی تباہی میں ان سے بہت کچھ مدد ملتی۔ غرض ان کو لغزشیں ہوئیں اور طرہ یہ کہ ایک زمانہ تک ٹھوکریں کھاتے رہے تب بھی سنبھلنے کا خیال نہ آیا۔

مکھی کے دشمنوں کی حفاظت ضروری ہے

ان لغزشوں سے بچنے اور اپنے دشمن مکھیوں کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں ان کیڑے مکوڑوں، پتنگوں اور بہت سے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی تلاش اور پہچان لازمی ہے جو ان خوفناک جراثیم کی معین و مددگار مکھی کے قدرتی طور پر دشمن ہوں اور نہ صرف ان کی محض پہچان کافی ہے بلکہ عقل سلیم کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیے کہ ہم ان کی جانوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی ان معلومات سے اپنی اولاد کو آگاہ کریں تاکہ از سر نو تحقیق و جستجو میں ان کا وقت رائیگاں نہ ہونے پائے اس کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ اس قسم کی معلومات کا ذخیرہ نصاب تعلیم میں شامل کر دیا جائے کیونکہ سب بچوں کے ماں باپ تو ان باتوں کو نہیں جانتے اور بعض جانتے بھی ہیں تو انھیں رات دن کی جھک جھک بک بک سے اتنی فرصت کہاں کہ اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی توجہ کریں وہ تو اولاد کو استاد اور معلم کے حوالے کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ چلو ایک اہم فریضہ سے سبکدوش ہوئے۔ غرض نصاب تعلیم میں ان کا شریک ہونا نہایت

ضروری ہے۔ تاکہ قوم اور ملک کے ہونہار ان سے فائدہ اٹھائیں اور آئے دن کی مصیبتوں سے محفوظ رہیں۔

مکھی کے دشمن جانوروں کا ذکر

اب مکھی کے دشمنوں کی تلاش کرو تو ایک تو لگر موتا ملیگا کہ مکھی اس پر بیٹھ کر اس کے زہریلے اثرات سے متاثر ہوتی ہے اور سست پڑ جاتی ہے یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد مر جاتی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ گرمیوں میں مکھیوں کی کثرت ہوتی ہے تو اس کی بھی کثرت ہوتی ہے مصلحتاً اس میں یہی ہوگی کہ ایک معینہ تعداد سے مکھیاں بڑھنے نہ پائیں۔ مکڑی بھی جب دیکھئے اپنا جال بچھا کر ہمیشہ مکھیوں کی گھات میں لگی رہتی ہے مگر یہ کوئی زیادہ ہمارے کارآمد نہیں کیونکہ اگر اس کو گھروں میں پوری آزادی مل جائے تو اس میں شک نہیں کہ بہت سی مکھیوں سے نجات تو ملے گی لیکن اس کے ساتھ ہی گھر میں جالوں کا طومار ہو جائے گا جس سے گھر کی زیب زینت اور رونق جاتی رہتی ہے اور اس کو صفائی پسند طبیعتیں گوارا نہیں کر سکتیں۔ لیکن گھر کے باہر باغیچوں وغیرہ میں مکڑیوں کے مانع ہونا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اس ایک مکڑی کے سوا اور قسم کی مکڑیاں بھی ہوتی ہیں جو مکھیوں کا شکار تو کرتی ہیں مگر گھر کو بے رونق بھی نہیں ہونے دیتیں۔ مکھی کے علاوہ یہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں کو کھا لیتی ہیں جو انسانوں کے حق میں مضر ہوتے ہیں اس لئے ان مکڑیوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ مکھیوں کے انڈوں اور کرم کو کنکھجورے گبریلے اور چیونٹیاں بھی کھا جاتی ہیں چھپکلی اور گرگٹ بھی مکھیوں کے دشمن ہیں اور مکھیوں کا خوب شکار کرتے ہیں۔ گرگٹ تو معلوم ہوتا ہے کہ محض اسی کام کے لئے دراز زبان اور کشادہ دہن بنایا گیا ہے۔ یہ دونوں جانور نہ تو زہریلے ہیں اور نہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف پہنچاتے ہیں مکھیوں کے دشمن ہونے کی حیثیت سے ان کی حفاظت کرنا اور ان کو امان دینا ہمارا فریضہ ہے

مکھی کے دشمن پرندوں کا ذکر

پرندے عموماً مکھیوں کے دشمن ہوتے ہیں اور

تو اور ایک قسم کی مکھی ہوتی ہے۔ جو معمولی مکھیوں سے کسی قدر چھوٹی ہوتی ہے یہ ان معمولی مکھیوں کے انڈوں میں انڈے دیتی ہیں۔ اس کے انڈوں کے کرم ان کے انڈوں کے کرم کو کھا جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پدی، ابابیل، مکھی مار، شب پرہ مکھیوں اور ان کے انڈوں پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ تیتر، بٹیر، لوا، مرغی، بط، بگلا، یہ سب مکھیوں کو کھا لیتے ہیں۔ اور کوڑے کرکٹ سے ان کے انڈوں اور کرم کو چن لیتے ہیں۔

انسان کی نادانی اور غلط فہمی

اکثر بے جانے بوجھے انسان دوسری کمزور ہستیوں پر ناحق ناروا ظلم کرتا اور ان کو تباہ کرتا ہے مثلاً بچپن ہی میں بچوں کے ذہن میں یہ بات بس جاتی ہے کہ گرگٹ اور چھپکلی زہریلے اور نقصان پہنچانے والے جانور ہیں اس کے علاوہ چھپکلی اور گرگٹ کے متعلق خاص خاص روایتیں بھی گھڑی گئی ہیں جن کی ہمارے خیال میں کوئی اصل نہیں۔ یہی وجوہ ہیں کہ بچوں کی نظر ان پر پڑی اور انہیں پتھر کا نشانہ بنایا۔ حالانکہ ان کو اور ان جیسی بہت سی مخلوق کو خدائے تعالیٰ نے خاص مصلحت سے پیدا کیا ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بچوں کو ان پر ظلم کرتے دیکھکر بڑے بوڑھے خوش ہوتے ہیں اور کچھ ترس نہیں کھاتے گویا ہماری مثال اس فوج کی سی ہے جو گھمسان لڑائی میں آپے سے باہر ہو کر پریشانی کے عالم میں دوست دشمن کی تمیز نہیں کرتی اور نادانستہ دشمنوں کے ساتھ دوستوں کا بھی خون کر دیتی ہے جس کا انجام بجز اس کے اور کیا ہوتا ہے کہ دوستوں کے کم ہو جانے سے دشمن اور بھی قوی ہمت ہو کر اس کو ملیامیٹ کر دے۔ اگر یہی رنگ ڈھنگ رہا تو انجام بخیر نظر نہیں آتا دن دونی رات چوگنی مصیبتوں کا سامنا ہوتا رہے گا۔

مکھی کا وجود [illegible] پہلے

مکھی اور اس کے تفصیلی حالات اس سے پہلے بیان کر دئے گئے اور اس کا ذکر بھی کر دیا گیا کہ حضرت انسان کے ورود کے قبل اس کے کون کون قدرتی دشمن تھے اور کارخانہ قدرت میں کیا اعتدال

آپس کی جد وجہد سے کس خوش اسلوبی کے ساتھ قایم تھا۔ مکھیاں بھی اُس وقت ایک مفید مقصد کی تکمیل میں لگی ہوئی تھیں یعنے ہوائیں جو زہریلے اثرات جاندار ہستیوں کے لئے مضر ہوتے تھے ان کی صفائی ان ہی کے ذریعہ ہوتی تھی کوئی جاندار چیز مرجاتی اور عفونت ہوائیں پھیلتی تو مکھیاں فوراً پہنچکر اس پر انڈے دے دیتیں اور انڈوں کا شمار تو معلوم ہی ہے کہ ہزاروں و رلاکھوں سے کم نہیں۔ یہ انڈے کچھ گھنٹوں کے بعد کرم اور شرنقہ بن کر مردار کو کھانے لگتے اور کچھ ہی دنوں میں سب کچھ چٹ کر جاتے۔ جنوبی افریقہ میں جب مویشیوں میں وبا پھیلی تو دیکھا گیا کہ مردار جانوروں پر مکھیوں کے انڈے اور کرم اس کثرت سے تھے کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ لیکن چند ہی دنوں کے بعد دیکھا گیا کہ جانوروں کی جگہ ایک بوٹی بھی باقی نہیں تھی۔

مکھیوں کی اب ضرورت نہیں

جب انسانوں نے پہلے پہل دنیا میں قدم جمائے اور ان کا گروہ اپنی حفاظت اور بچاؤ اور آرام وآسائش کے سامان فراہم کرنے میں مصروف ہوا تو بعض قدرت کے کارندوں کو جو انسانوں کے ورود کے پہلے آب وہوا کی صفائی میں مصروف تھے خود بخود اپنے کاموں سے دست بردار ہونا پڑا۔ زمانہ کے رنگ ڈھنگ کو دیکھکر بھیڑئیے تیترس و عنیشرہ نے کہا کہ چلو اب یہاں صفائی کے محکمے اور دفاتر قایم ہونگے ہم جیسے پھوہڑوں کا اب کوئی کام نہیں اور ایسا نہ کرتے تو دھکے دیکر ذلت سے نکال دئیے جاتے۔ مکھی نے دل میں کہا ہوگا کہ خدا کرے انسانوں کی نظر ہم پر نہ پڑے ورنہ یہ تو معلوم ہے کہ بستی کے باہر قدم نکالا اور دشمنوں کا شکار ہوگئے اور ہوا بھی ایسا ہی کہ کمبخت انسانوں نے محض غفلت اور نادانی کی وجہ سے ان کا کچھ خیال ہی نہیں کیا حالانکہ انھیں لازم تھا کہ پہلے اسی کو گھر سے باہر نکالتے کیونکہ محکمہ جات صفائی کے ہوتے اب مطلق اس کے کاروبار کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی جنیشر! اگلوں نے جو کچھ کیا نادانی اور لاعلمی کی حالت میں کیا۔ رونا تو اس کا ہے

کہ ہم علوم و فنون کی ترقی کے زمانہ میں بھی تو وہی کر رہے ہیں جو وہ نہ جان کر کرتے تھے اس میں شک نہیں کہ اب بھی بیماریوں کے جراثیم پر نہ ہمارا قابو ہے اور نہ ان تک ہماری پہنچ ہے اس صورت میں ان جراثیم اور بیماریوں سے اگر چھٹکارا نصیب ہو سکتا ہے تو صرف اسی طرح کہ ان کی معاون مکھیوں سے اپنی حفاظت کریں۔

مکھی کے دشمن اب عاجز کیوں ہیں

مکھی کے قدرتی دشمن تو اب بھی موجود ہیں اور اپنی مقدور بھر کوشش سے دریغ نہیں کرتے مگر ان کی کوشش جو پوری طور سے بار آور نہیں ہوتی تو اس کی اصلیت یہ ہے کہ ایک طرف تو انسانوں کی بدولت مکھیاں ایک حد تک ان کے قابو سے نکل گئیں دوسرے انھوں نے اپنے گھروں میں مکھیوں کی نشو و نما اور کثرت کے اتنے سامان اور اس قدر سہولتیں پیدا کر دیں کہ وہ بیچارے اپنا کام کرتے کرتے عاجز آجاتے ہیں تب بھی جیسی چاہیے ویسی کامیابی نہیں ہوتی۔ غلطی تو خود انسانوں کی ہے کہ اپنے دشمنوں کو امان دیکر اپنی ہلاکت کے سامان جمع کرتے ہیں۔ جب تک اس غلطی میں مبتلا رہیں گے اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے جس کا ذمہ دار خود ان کی غفلت کے سوا اور کوئی نہ ہوگا۔ گو بغیر سائنس کی دستگیری اور رہبری کے اس کام کا پوری پوری طور سے انجام پانا ایک دشوار امر ہے تاہم اگر ہر ایک کوشش کرتا رہے تو بہت کچھ ہو سکتا ہے گھروں میں صفائی کا معقول انتظام نہ ہوگا اور کوڑا کرکٹ اور دنیا بھر کی عفونت اور غلاظت پڑی رہے گی تو مکھیاں نہ ہوں گی تو کیا ہوگا۔ یہ کام خود گھر والوں کا ہے کہ اپنے رہنے سہنے کا مقام اور اس کے گرد و پیش کو صاف ستھرا رکھا کریں اس کے لئے کوئی پہاڑ ڈھونے نہیں پڑتے۔ صرف ادنیٰ توجہ سے جانوں کو امان درد و دکھ سے نجات اور گھر کی آراستگی حاصل ہوتی ہے۔

فصل چہارم

مکھی سے احتیاط اور انسداد کی تجویزیں

تجزیہ - مکھی سے لاپرواہی کرنا اخلاقی جرم ہے - عوام کے خیالات کی اصلاح مقدم ہے۔ مکھیوں کی ہلاک کرنے کی مختلف عملی تدبیریں یا محکمہ صفائی کا ناکافی انتظام - بستی کے کوڑے کرکٹ پر دواؤں کا استعمال ہونا چاہیئے - صفائی کا اہتمام اور قانونی پابندی پیدا ہونگیں مکھیوں کا شروفسا۔

اَلْعِلْمُ قُوَّۃٌ کے سچ ہونے میں شک وشبہ کی گنجایش نہیں مگر علم قوۃ اسی وقت ہے جب اس کو حاصل کرکے انسان روزمرہ زندگی میں فائدہ اٹھائے ورنہ اس کا جاننا نہ جاننا دونوں برابر ہیں جب مکھی کی پیدایش اور کثرت، نشوونما، نقصانات اور مہلک اثرات سے ہمیں آگہی ہوگئی تو اس کے انسداد اور مقابلہ کے لئے ہروقت تیار رہنا انسان کا فریضہ ہونا چاہیئے

مکھی سے لاپرواہی کرنا اخلاقی جرم ہے

گھر صاف ستھرے نہ ہونگے تو مکھیوں کی کثرت ہوگی اور بیماروں کی تعداد گھر اور پڑوس میں بڑھیگی اور اس کے ذمہ دار خود گھر والے ہونگے - اسی طرح بے احتیاط دکاندار اخلاقی طور پر گاہکوں کی علالت اور موت کے ذمہ دار ہیں - یہی حال چاء خانے، قہوہ خانے - ہوٹل - مدارس، شفاخانہ والوں کا ہے اور حقیقۃً یہی ہے کہ ہمارا کوئی کام ایسا نہ ہونا چاہیئے جس سے کسی اور کو کسی قسم کا گزند پہنچے - ورنہ قانوناً نہیں تو کم از کم اخلاقاً ہم مجرم ٹھیرینگے - کیونکہ گناہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ ہم جان بوجھ کر کوئی برا کام کریں یا برا کام کرنے والے کی مدد کریں اور بعض دفعہ کسی کو برا کام کرتے دیکھکر خاموشی اختیار کرنا بھی گناہ میں داخل ہوجاتا ہے کیونکہ بعض وقت اس کے نتیجے خود برا کام کرنے سے زیادہ برے ہوتے ہیں - اس

پہلو سے دیکھو تو نکمیوں سے چشم پوشی کرنا گویا انسان کے قاتلوں کی کمک کرنا ہے اور ان کے انسداد میں جان بوجھ کر کوشش نہ کرنا انسانیت کے دائرہ سے باہر نکلنا ہے حیوانات پر انسان کو اور جاہلوں پر عالم کو فضیلت ہے تو صرف اسی وجہ سے کہ علم سے اس کا دماغ روشن اور نگاہیں دوربین ہو جاتی ہیں اور وہ اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کو بخوبی سمجھتا ہے اور ان کے پورا کرنے کی بساط بھر کوشش کرتا ہے ورنہ یوں خالی کتابیں پڑھ لینے سے کسی کی دستار فضیلت میں چار چاند آج تک لگے ہیں اور نہ لگیں گے۔

عوام کے خیالات کی اصلاح مقدم ہے

خرابی تو اس وجہ سے آپڑی ہے کہ عام لوگوں کی معلومات ناکافی اور خیالات بھونڈے ہیں۔ ان کے خیالات کی اصلاح سب سے مقدم ہے ورنہ سرکار کی جانب سے لے دیکر جو کچھ اس جانب کوشش کی جاتی ہے اس میں یہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں کسی بات کی لم سمجھ میں نہیں آئی پچاس ڈھنگ سے عام لوگوں نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیا۔ قانون نے کچھ سختی سے کام لیا تو یہ ہوا کہ بہت سے مارے گئے پکڑے گئے۔ کسی پر جرمانہ ہوا کسی کو سزا دی گئی مگر حاصل کچھ نہیں۔ اس کے خلاف اگر عام لوگ باخبر اور آگاہ ہوں تو خود ان کے دلوں میں کھٹک ہوتی ہے اور حکام صفائی کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں ان سے بڑی مدد ملتی ہے۔ چنانچہ ممالک محروسہ امریکہ میں مخلوق کا یہ حال ہے کہ ان کے گھروں میں دوا کو ڈھونڈو تو مکھی نہیں ملتی اور بازاروں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گشت لگائیے۔ حلوائی، نانبائی، میوہ فروش سب کچھ موجود لیکن مجال نہیں کہ مکھیاں دکان میں کسی چیز پر بیٹھنے پائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر آج مکھی نے دکان میں قدم رکھا تو کل ہی سے گاہک کسی اور دکان کو سدھاریں گے اور بھولے سے ادھر کا رخ نہ کریں گے اصل یہ ہے کہ دکاندار گاہکوں کے تیور دیکھتے ہیں۔ ان کی جیسی مرضی پائی اسی پر عمل کرنے لگے۔

عوام کے خیالات کی اصلاح کی تدبیریں

غرض گورنمنٹ اور پبلک دونوں کو چاہیئے کہ مکھیوں کے انسداد کی طرف توجہ کریں لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اسکے لئے عام لوگوں کو خطرہ کا احساس ہونا بھی شرط ہے رسالے اور اخبارات اگر فضول کی تو تو میں میں چھوڑ کر ذراسی دیر کے لئے اس طرف متوجہ کرنے کی کوشش کریں تو یہ کام بہت آسانی سے ہوسکتا ہے۔ بائیسکوپ اور تھیٹر والے اپنے تماشائیوں کو ہزاروں دلچسپ طریقوں سے تنبیہ کرسکتے ہیں۔ ریاست فلوریڈا کے محکمہ حفظ صحت نے مکھیوں کے انسداد اور مخلوق کی آگہی کے لئے بہتر اور مناسب تجویز یہ خیال کی تھی کہ ذیل کی عبارت پرچوں پر شایع کرکے تقسیم کردیجائے۔

محکمہ حفظ صحت فلوریڈا آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ حسب ذیل وجوہ پر غور کرنے کے بعد اس کا قطعی فیصلہ کریں کہ مکھیوں کی ہلاکت ضروری ہے یا نہیں یا کم از کم کھانے پینے کی چیزوں کا ان سے محفوظ رکھنا لازمی ہے یا نہیں۔

(۱) مکھیاں متعدی بیماریوں کا باعث ہوتی ہیں۔

(۲) مکھیاں غلاظت میں پیدا ہوتی ہیں اور نشوونما پاتی ہیں۔

(۳) مکھیاں کھانے پینے کی چیزوں پر بیماریوں کے جراثیم کو منتقل کرتی ہیں۔

(۴) مکھی ہر جھول میں تخمیناً ۱۵۰ انڈے دیتی ہے۔ گھروں میں اس کا وجود خوفناک ہے۔

ان کے علاوہ یہ ظاہر ہے کہ

(۱) مکھیاں گھوڑوں کی لید، بیلوں کے گوبر، سڑے گلے پتے، کوڑے کرکٹ۔ مردار چیزوں اور پاخانوں میں پیدا ہوتی ہیں اور نشوونما پاتی ہیں ہوا کو صاف کرنے کے اعتبار سے مفید ضرور ہیں مگر اسی وقت تک جب تک گھر کے باہر رہیں ورنہ مضارہا کثیر و منافع قلیل کا مصداق ہیں۔
(نقصان زیادہ اور نفع کم ہے)

(۲) جس گھر میں مکھیوں کی کثرت ہوگی گھر والوں کے سلیقہ اور نظافت کا اسسے پتہ چلیگا۔

(۳) صاف ستھرے مکانوں میں مکھیاں نام کو نہیں ہوتیں۔

(۴) پاخانہ کی صفائی کا ہر گھر میں معقول انتظام ہونا چاہئے اور ہر تیسرے چوتھے دن تازہ چونہ اور ریت ڈال دینا چاہئے۔

(۵) اسٹیشن۔ ہوٹل۔ گھروں میں اگالدان یا تو ہوتے ہی نہیں یا ہوتے ہیں تو نہایت بے احتیاطی سے ہوتے ہیں اس کی طرف پوری توجہ نہایت ضروری ہے۔

(۶) خاص خاص بیماریوں کے تھوک اور دستوں پر مکھیاں ٹوٹ پڑتی ہیں اور جب یہ غلاظت ان کے معدہ میں پہنچتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کے جراثیم پر معدہ کے فعل کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ زندہ صحیح سالم معدہ سے خارج ہوتے ہیں۔

(۷) مکھیوں کا منہ اور ہاتھ پاؤں غلاظت میں ملوث ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ کھانے پینے کی چیزیں (جیسا کہ گزشتہ فصلوں میں بیان کیا گیا) متاثر ہوتی ہیں۔

(۸) عموماً ہر بیمار کے پاس اور خصوصاً متعدی بیماریوں میں جو مبتلا ہوں ان کے پاس مکھیوں کی پہنچ نہ ہونی چاہئے۔ مریض کے لئے جالی دار مسہری کا انتظام ہو تو اس کے اور دوسروں کے لئے آرام دہ اور مفید ہوگا۔

(۹) کھانے پینے کی چیزیں جہاں رکھی جاتی ہوں۔ وہاں جال لگا دینا چاہئے خصوصاً میوہ جات کا زیادہ لحاظ اس وجہ سے رکھنا چاہئے کہ یہ پکائے نہیں جاتے جس سے جراثیم کے مرنے کی نوبت آئے۔

(ا) لوگوں کی بے احتیاطی کا یہ عالم ہے کہ میوہ جات کو کھانے سے پہلے دھوتے تک نہیں حالانکہ تپ لازم کے جراثیم ان پر اکثر ہوتے ہیں۔ اس لئے بے حد احتیاط کی ضرورت ہے۔

(ب) تپ لازم کے بیماروں کا فضلہ جہاں بے احتیاطی سے پڑا ہوتا ہے اور مکھیوں کو موقع ملتا ہے تو اس سے مہلک جراثیم کو باورچی خانوں اور دسترخوانوں پر پہنچا دیتی ہیں اس کے بارہا تجربے ہو چکے ہیں۔

(ج) مکھیاں جو مختلف طریقوں سے فساد برپا کرتی ہیں ان سے بچنے کی تدبیر یہی ہے کہ صفائی کا کافی انتظام ہو اور مکان میں جال لگا دیا جائے تاکہ ان کا کسی قدم کسی صورت اندر نہ آنے پائے۔ خصوصاً باورچی خانوں اور کھانے پینے کے حجروں میں اس کی سخت ضرورت ہے۔

محکمۂ صفائی کا ناکافی انتظام

یہ تو مکانوں میں مکھیوں کے انسداد کا سامان ہوا شہر در دیہات میں اگر اتنا بھی ہو جائے تو بہت ہے کہ کوڑا کرکٹ اور غلاظت آبادی سے بہت فاصلہ پر پہنچا دی جائے بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ مناسب دواؤں کا استعمال کیا جائے تاکہ مکھیاں ان سے پیدا نہ ہونے پائیں حکام صفائی و محکمۂ حفظ صحت کو اس جانب توجہ کرنی چاہئے۔

عموماً یہ ہوتا ہے کہ محکمۂ صفائی کی جانب سے بستی کا تمام فضلہ کوڑا کرکٹ شہر کے قریب بیرون آبادی گڑھوں میں جھونک دیا جاتا ہے جس سے مکھیوں کو پیدا کرنے اور نشو و نما پانے کے لئے بہترین موقع ہاتھ آتا ہے ان گڑھوں سے بے شمار مکھیاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر پرنے چھاڑ کر بستیوں میں چلی آتی ہیں اور اپنے ساتھ بیماریوں کے جراثیم کو لگا لاتی ہیں کیونکہ شہر کی غلاظت میں متعدد بیماریوں کا فضلہ ملا ہوا ہوتا ہے اور ان میں مختلف بیماریوں کے جراثیم کی بھرمار رہتی ہے

بستی کے کوڑے کرکٹ پر ادویہ کا استعمال ہونا چاہئے

مناسب ہے کہ محکمۂ صفائی کی طرف سے بستی کا کوڑا کرکٹ اور غلاظت جلا دی جایا کرے جیسا کہ قدیم زمانہ میں بنی اسرائیل کے ہاں دستور تھا۔ یا کم از کم گہرے گڑھوں میں ڈالکر بھر مٹی کی تہ سے جو جو پاٹ دیا جائے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بھی زیادہ سے زیادہ یہ کیا جاتا ہے کہ غلاظت اور سایروں کے ڈھیر پر مٹی کا تیل چھڑک دیتے ہیں یا کلورائیڈ آف لائم بکھیر دیتے ہیں مگر یہ طریقہ زیادہ مفید اور سود مند اس وجہ سے نہیں کہ اول تو مکھیوں کے کرم تک ان کا اثر نہیں پہنچتا اور پہنچتا بھی ہے تو اسقدر کم زور اثر ہوتا ہے کہ ان کے لئے مہلک ثابت نہیں ہوتا اس لئے ان ادویہ کی کافی مقدار جب تک نہ صرف کیجائے

کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

پارس گرین اور ارسینیٹ آف لیڈ کا استعمال

دوسری تدبیر یہ ہے کہ ارسینیٹ آف لیڈ یا پارس گرین غلاظت اور کھاد پر چھڑک دیا جائے اس کام کے لئے ہوشیار شخص چاہیئے کیونکہ یہ چیزیں ایک تو گراں ملتی ہیں دوسرے زہریلی ہونے کے علاوہ فوراً مشتعل ہونے والی اور جلد کو جلا دینے والی ہیں۔

کسیس کا نسخہ

سب سے کم خرچ بالا نشین نسخہ تو یہ ہے کہ سیر بھر کسیس ساڑھے تین سیر پانی میں ملائیں تو ساڑھے سات سیر غلاظت میں جس قدر مکھیوں کے انڈے اور کرم ہوں گے ان کی ہلاکت کے لئے کفایت کریگا مگر اس کو چھڑکتے وقت غلاظت کو نیچے اوپر کرنا ضروری ہے تاکہ سب جگہ پہنچ جائے۔ اصطبل جہاں ہوں وہاں ہر گھوڑے کے لئے اس قسم کے تیار کردہ تین چار سیر عرق کی ضرورت ہے۔ گھر کے کوڑے کرکٹ پاخانہ کی چوکیاں اور قدمچوں پر اس کا چھڑکنا نہایت مفید ہے۔ اس سے عفونت اور بدبو بھی دور ہوتی ہے۔ کھیتوں کے لئے جو کھاد اور ایرو تیار کیا جاتا ہے اس پر بھی اگر اس کا چھڑکاؤ ہو تو کوئی حرج اور نقصان نہیں۔ کیونکہ ایرو میں نباتات کے لئے جو مفید اجزا ہوتے ہیں ان پر اس کا کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔

سہاگا اور سوڈیم ارسینیٹ کا نسخہ

ان کے علاوہ اگر ساڑھے تین سیر پانی میں آدھ سیر سہاگا اور پاؤ بھر سوڈیم ارسینیٹ ملایا جائے تو یہ بھی آٹھ دس سیر غلاظت کے لئے کافی ہے۔

نمک بھی مفید ہے

ایک اور آسان نسخہ یہ ہے کہ سیر بھر نمک ساڑھے تین سیر پانی میں ملایا جائے اور اس کا چھڑکاؤ ہو تو سات آٹھ سیر غلاظت میں نوے فی صدی مکھیوں کے انڈے اور کرم ہلاک ہو جائیں گے۔

صفائی کا اہتمام اور قانونی پابندی

جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ انڈوں سے مکھیاں

بن کر نکلنے کے لئے آٹھ دس روز کی مہلت چاہئے تو اس مہلت کے اندر ہی اندر یعنے ہفتہ میں کم از کم ایک دفعہ شہر کے تمام گلی کوچوں کا کوڑا کرکٹ آبادی سے بہت فاصلہ پر پہنچا دیا جانا چاہئے جہاں یہ کھلے میدان میں پھیلا دیا جائے تاکہ دھوپ میں اچھی طرح خشک ہو جائے لیکن جس میں کہ غلاظت اور میلا ملا ہوا ہو یہ طریقہ اس کے لئے اطمینان بخش نہیں جہاں کوڑے کرکٹ اور کھاد کے جلانے یا زمین میں دفن کرنے کا بندوبست نہ ہو سکے تو مجبوراً ان دواؤں سے کام لینا چاہئے جن کا ذکر تفصیل سے اوپر بیان کیا گیا ہے اکثر دیہات اور دیہات پر کیا موقوف ہے شہروں میں بھی لوگ کھیتوں کے لئے کھاد نہایت بے احتیاطی سے جمع کرتے ہیں جس سے مکھیاں پیدا ہوتی ہیں محکمہ حفظ صحت اور صفائی سے اس کی سخت نگرانی اور ممانعت ہونی چاہئے اور یہی نہیں بلکہ ہر گھر میں، پاخانوں، گھوڑوں کے تھانوں اور جانوروں کے کوٹھوں کی صفائی قانوناً لازمی گردانی جانی چاہئے۔ بیل، بکری کی غلاظت، گھوڑوں کی لید کے لئے بڑے بڑے صندوق بنائے جائیں یا کمروں کو جہاں لید وغیرہ ڈالدیجایا کرے جال کا بندوبست ہونا چاہئے اور ان امور کی وقتاً فوقتاً حکام صفائی نگرانی رکھیں ہمارے ملک میں انگریزی وضع کی ڈھکن والی پاخانہ کی چوکیوں کا رواج نہیں اگر اس کا رواج عام و خاص ہو جائے تو نہایت مناسب ہے کیونکہ جن گھروں میں ہر جگہ صفائی کا معقول انتظام ہوگا اور مکھیوں کو ٹھکانا نہ رہے گا تو پاخانہ میں جمع ہونگی اسلئے یہاں چوکیوں کا اہتمام اور دواؤں کا چھڑکاؤ از بس ضروری ہے۔

گھر میں مکھیوں کے انسداد کی مزید تدبیریں

بیماریوں کے جراثیم کو منتقل کرنے کے اعتبار سے آپ نے گزشتہ فصلوں میں سن لیا کہ مکھی کس قدر خطرناک ہے اس کو بھی جانے دیجئے تو اس کا عفونت اور گندگی میں پیدا ہونا پرورش پانا اور ہمیشہ اس سے لگی لپٹی رہنا خود ایسی مکروہ باتیں ہیں کہ جس کسی کی طبیعت میں کچھ بھی نفاست اور پاکیزگی ہو ہرگز گوارا نہیں کریگا کہ یہ کھانے پینے اور برتنے کی چیزوں پر

بیٹھنے پائے اور قے اور غلاظت سے ان کو استعمال کے قابل نہ رکھے! اس کا انسداد اس طرح ممکن ہے کہ مکان کے دروازوں اور دریچوں میں جال کے چوکھٹے نصب کروئے جائیں ان سے مکھیوں سے بے فکری ہونے کے علاوہ مچھر، ڈانس وغیرہ کا راستہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ بیٹ پکھیو، اور دیگر موذیوں سے بھی پناہ ملتی ہے۔ روشنی اور ہوا کے بھی یہ حائل نہیں ہوتے وقتاً فوقتاً ہوا کے سرد جھونکوں کی زد بڑی ہوتی ہے۔ جس مکان میں جال کے چوکھٹے ہوں گے تو ہوا کے جھونکوں کا زور ٹوٹ جائیگا اور اعتدال سے ہوا اندر آئیگی۔

فارملن کے سلوشن کا استعمال

مکھیوں کی ہلاکت کے لیئے فارملن کا سلوشن نہایت مفید ہے اس کا ایک حصہ (عموماً چالیس جز فیصدی پانی میں ملا ہوا فروخت ہوتا ہے) پانچ حصہ پانی میں ملالیں۔ کچھ شکر اور تھوڑے دودھ سے رنگ و ذائقہ تبدیل کرکے صبح سویرے پانی وغیرہ کے مٹکوں کو ڈھانک کر اور رکابی میں اس عرق کو ڈالکر باہر رکھدیں تو بھوکی پیاسی مکھیاں اس پر ٹوٹ پڑینگی اور اس کو پی کر چند لمحوں میں مرجائیں گی اس میں اور ایک فائدہ یہ ہے کہ ان میں ڈوبنے کے بعد مکھی کے زہریلے اثرات زائل ہو جاتے ہیں یعنے اس سے بیماریوں کے جو جراثیم لپٹے ہوئے ہوتے ہیں وہ ہلاک ہو جاتے ہیں اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اس لیئے غفلت میں اگر اس دوا میں ڈوبی ہوئی مکھی کھانے میں آجائے تو کوئی نقصان نہیں پہنچیا روزکے روز تازہ عرق تیار کرنا زیادہ مفید ہے اگر عرق کے گرجانے کا خیال ہو تو روئی کے ٹکڑے بھگو کر برتنوں میں رکھ دئے جائیں۔ مکھیاں ان سے عرق کو چوس لیں گی اور ہلاک ہو جائیں گی۔

دھونی اور بخورات کا انتظام

مکھیاں عموماً رات میں مکان کی چھت پر بیٹھ جاتی ہیں اگر ہر روز رات کو کمروں کے دروازے بند کرکے ایک چمچہ بھر پیتھرم پاؤڈر گرم توے پر ڈالیں اور اس کا دھواں دیں تو سب مکھیاں مرجائیں گی

انسکٹ پاوڈر کا دھواں بھی مفید ہے مگر مقدار میں بجائے ایک چمچہ کے دو چمچہ لے کر جلایا جائے کیونکہ پریتھرم پاوڈر سے یہ کسی قدر کمزور ہے۔

آرسینیٹ آف سوڈا کا استعمال

ایک اور آسان تدبیر یہ ہے کہ آدھ سیر آرسینیٹ آف سوڈا پانچ سیر شکر کو تین چھٹانک سیر پانی میں ملالیں اور صاف پتے پتوں کی ٹہنیاں اس میں ڈبو کر چھت میں لٹکا دیں مکھیاں ان پر بیٹھ کر رات میں دوا کی سمیت سے مر جائیں گی اصطبل اور تھان میں بھی اس طریقہ سے کام لینا چاہیے مگر ان ٹہنیوں کو ذرا بلند جگہ پر لٹکانا چاہیے۔ ورنہ ان کے نقصان کا اندیشہ ہے کیونکہ یہ زہریلی دوا ہے۔

مکھیوں کے مارنے کا سامان

(۱) مکھیوں کے مارنے کا سامان بازار میں دستیاب ہو سکتا ہے چپچپے کاغذ دکانوں میں فروخت ہوتے ہیں اگر الپین کے ذریعہ ان کو فرش یا تختوں پر جما دیا جائے تو ان سے چمٹ کر بہت سی مکھیاں گرفتار ہو جاتی ہیں جب ان پر مکھیوں کی کثرت ہو جائے تو کاغذ نکال کر جلا دئے جائیں لٹکتی ہوئی ڈوریوں پر اسی قسم کے چپچپے مادے مل دئے جائیں تو بہتر ہے کیونکہ مکھیاں کثرت سے ان پر بیٹھا کرتی ہیں۔

(۲) جال کے پنجرے بھی تیار ہو سکتے ہیں ان میں کچی کھچی روٹی یا گوشت کے ٹکڑے ڈال کر بہت سی مکھیاں پکڑی جا سکتی ہیں اور پھر ان پنجروں کو آگ پر رکھنے یا گرم پانی میں غوطہ دینے سے مکھیاں مر جائیں گی۔

(۳) اڑتی ہوئی مکھیوں کو مارنے کے لئے باریک جال کے دستی چھوٹے چھوٹے پھاوڑے بھی کارآمد ہیں۔

(۴) ایک اور آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ ٹین کے ڈبے کوئی پون انچ چوڑے اور پون انچ گہرے اور دریچہ کی چوکھٹ کے برابر لمبے تیار کر کے شیشوں کے نیچے جما دئے جائیں

اور ان میں مٹی کا تیل، صابون کا جھاگ یا پر تھرم کا راب یا ارنڈی کے تیل میں رال ملا کر دو تہائی ڈبے بھر دیئے جائیں تو مکھیاں ان میں گر کر مر جائیں گی دریچہ میں جتنے شیشے ہوں اتنے ڈبے ہونے چاہئیں لیکن سب دریچوں میں ڈبوں کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر دوسرے دریچوں پر پردے چھوڑ دیئے جائیں تو مکھیاں ان ہی دریچوں کی طرف چلی آئیں گی جن پر پردے چھپٹے ہوئے نہ ہونگے۔ اور ڈبوں میں گر کر پھنس اور مر جائیں گی۔ جب ڈبے مکھیوں سے بھر جائیں تو انہیں خالی کر کے پھر اُن کو تازہ سامان سے بھر دینا چاہیے۔

ان مختلف تدبیروں سے جس جس وقت اور جہاں جہاں کام لیا گیا ہے مفید اور کارگر ثابت ہوئی ہیں اور پچھتر فی صدی بیماریوں اور اموات میں تخفیف پائی گئی ہے۔

میدان جنگ میں مکھیوں کا شر و فساد

جنگ کے موقعوں پر جب فوجیں میدانوں میں پڑاؤ کرتی ہیں تو اکثر وبائی بیماریاں شایع ہوتی ہیں اور اس شدت سے پھیلتی ہیں کہ غنیم کی بارود گولی سے اتنی تباہی نہیں آتی جتنی کہ ان بیماریوں سے آتی ہے۔ قدیم زمانے میں لوگ وبا کے شیوع کے اسباب سے واقف نہ تھے اور سمجھتے تھے کہ تمام فساد پانی کا ہے لیکن ۱۸۹۸ء میں جنگ اسپین و امریکہ کے زمانہ میں جب فوجوں میں تپ لازم اور ہیضہ کی شکایت ہوئی تو ڈاکٹروں نے بعد تحقیق و تلاش کے بعد یہ آخری رائے قایم کی کہ مکھیاں بیماری کے شیوع کا باعث ہیں نہ کہ پانی۔ اور یہی رائے جنوبی افریقہ کی جنگ کے بعد بھی قایم رہی۔ اور اب میڈیکل مشنوں کی رپورٹیں بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ غرض متعدی بیماریوں کے مکھیوں کی وجہ سے منتقل ہونے اور پھیلنے میں اب کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں۔

قصہ مختصر قبل از وقت کی اموات عموماً باستثناء معدودے چند (مثلاً گٹھیا وغیرہ) مختلف متعدی بیماریوں کا نتیجہ ہیں۔ جن کا زہریلا اثر یا بالفاظ دیگر جن کے جراثیم مکھیوں اور

مچھروں کے ذریعہ منتقل ہو کر جسم میں سرایت کرتے ہیں۔ حالانکہ ماہرین سائنس نے مختلف مشاہدوں اور متعدد تجربوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مکھیوں کو تباہ کر دینے سے بیماریوں میں بے حد کمی ہوتی ہے۔ لیکن تب بھی نہ حکام صفائی کافی توجہ کرتے ہیں اور نہ عام لوگوں کے کانوں پر جوں رینگتی ہے انہیں جاننا چاہیے کہ اگر غفلت اور لاپرواہی کا یہی عالم رہا تو ایک مکھی نہیں بلکہ ایک پانڈا تلے کی چھوٹی سی دشمن جان نکلے گی۔



شکل نمبر (۶)

دشمن جان گھر کی مکھی کا تسلط عالمگیر ہے۔ دنیا کا کوئی حصہ اس کے نقصانات سے محفوظ نہیں ہے انسان کے بہی خواہوں کا فرض ہے کہ اس موذی مکھی کے خلاف جد و جہد کریں اور اسکے قلع قمع کرنے میں انتہائی کوشش کریں۔ بے اس کے یہی ادنیٰ سی مکھی لاکھوں کروڑوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارتی رہیگی۔

Observations. ۱ے Experiments. ۲ے

فصل پنجم

طویلہ کی مکھی کے حالات اور خاتمہ

تجزیہ - طویلہ کی مکھی اور گھر کی مکھی میں فرق۔ خلاصہ مباحث۔ علوم طبعیات اور حقایق اشیاء کا جاننا ضروری ہے۔ ماہرین سائینس کے قابل قدر مشوروں پر کافی توجہ کرنی چاہئے۔

طویلہ کی مکھی

گھر کی مکھی کے بیان میں طویلہ کی مکھی کا ذکر سرسری نظر میں کچھ بے موقع سا معلوم ہوگا مگر اصل یہ ہے کہ یہ بھی خطرناک ہے اور گھر کی مکھیوں میں مل کر گھروں میں چلی آتی ہے۔ اس کے علاوہ گھر کی مکھی میں اور اس میں فرق و تمیز کرنے کے لئے مناسب ہے کہ اسکو بھی ہم اچھی طرح جان پہچان لیں۔

فالج الاطفال کا مرض

طویلہ کی مکھی کو جان پہچان لینا ضروری اس وجہ سے ہے کہ اسکی بدولت ۱۹۰۵ء میں فالج الاطفال کی مہلک بیماری سویڈن میں نمودار ہوئی تھی اور وہاں سے نکل کر چاروں طرف دنیا میں پھیل گئی ۱۹۱۶ء میں اس بلائے بے درماں سے امریکہ بھی نہ بچ سکا اور معصوموں پر جو تباہی آئی بیان سے باہر ہے۔ ماؤں کی گودیاں خالی ہوگئیں اور گھروں پر اداسی چھا گئی لوگوں کی پریشانی کا یہ عالم کہ کوئی جانے دیوانے ہیں اطبا سر دھنتے تھے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا اس کا دفیہ تو کیا کرتے روک تھام بھی کسی کے امکان کی بات نہ تھی دیکھتے دیکھتے بیماری یوں پھیلی اور یہ زور باندھا کہ خدا کی پناہ۔ کسی کی آنکھوں کا تارا، کسی کے گھر کا اُجالا، کسی کے کلیجہ کا ٹکڑا۔ کسی کا جگر گوشہ، غرض امیر ہو کہ فقیر، نازوں کا پالا ہو کہ گدڑی کا لال کسی کو اس کے جان لیوا ہاتھوں سے پناہ نہ ملی۔ کوئی ایسا ہی قسمت کا نادر اور نصیبے کا سکندر ہوا اور دنیا بھر کے بکھیڑوں کے بعد جی جاگ کر

اٹھا بھی تو اس نوبت سے کہ دو قدم چلنا محال اور معذوروں سے بدتر حال۔ ماں باپ اپنے نونہالوں کو اس حال میں دیکھتے تھے اور کلیجہ مسوس کر رہ جاتے تھے۔ آخر کار پروفیسر ایم جی۔ روزوینو کی لگاتار اور انتھک کوششیں اس کا کھوج لگانے میں بار آور ہوئیں اور دنیا میں ہمیشہ یادگار رہیں گی اس نے حفظ صحت کی کانگریس بین الاقوام کے پندرھویں اجلاس میں مختلف تجربوں سے اس کے اسباب کو صاف طور پر واضح کر دیا اور ثابت کر دکھایا کہ عام طور پر طویلہ کی مکھی اس کے جراثیم کو منتقل کرتی ہے۔ اب ڈاکٹر اینڈرسن اور فراسٹ بھی اس کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں۔ اس مکھی نے جنم تو لیا تھا پہلے پہل یورپ میں لیکن اب تجارتی جہازوں کے ساتھ قریب قریب سب تہذیب یافتہ ممالک میں پہنچ گئی۔

طویلہ کی مکھی اور گھر کی مکھی میں فرق

سطحی نظر میں گھر کی مکھی اور طویلہ کی مکھی میں فرق نہیں معلوم ہوتا مگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے تھوتھن میں ایک نشتر سا لگا ہوا نظر آئے گا جس سے وہ انسانوں اور جانوروں کا خون پینے کے لیے نیش زنی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے جسم پر بھورے بھورے اور کالے کالے دھبے معمولی مکھیوں کی نسبت بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں اور باریک نوکیلے جو دو مونٹ سے نکلے ہوتے ہیں ان پر صرف بیرونی جانب بال ہوتے ہیں اس کے ماسوا بعض رگیں معمولی مکھی کی رگوں سے ذرا زیادہ خمیدہ ہوتی ہیں۔

عموماً خون چوسنے والی مکھیوں کے بیماریوں کے جراثیم کو منتقل کرنیکے طریقے

خون چوسنے والی مکھیاں جو بیماریوں کے جراثیم کو منتقل کرتی ہیں تو ان کا طریقہ جدا ہوتا ہے۔ ڈنک مار کر جب یہ بیمار انسانوں یا جانوروں کا خون پیتی ہیں تو ان کی ڈنک متاثر خون میں ڈوب کر زہر میں بجھے ہوئے تیر کی طرح خطرناک ہو جاتی ہے۔ یہی ڈنک جب کسی تندرست انسان کے خون میں داخل

ہو گی تو اس کا وہی اثر ہوگا جو زہریلے تیر کا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ جانوروں کو بعض بیماریوں اور انسانوں کو سہرا اور شبات کی شکایتیں اسی طریقہ سے ہوتی ہیں۔

طویلہ کی مکھی کی وجہ تسمیہ اور اس کی ایذا رسانی

طویلہ کی مکھی حلمیات وضرعیات (دودھ پلانے والے جانوروں کی قسم) ہی کا خون پیتی ہے اور اسی زمرہ میں انسان بھی داخل ہے۔ خصوصاً گھوڑے اور گائے بیل کے خون کا اسکو لپکا ہوتا ہے۔ تھان اور طویلوں میں بہ کثرت پائی جاتی ہے اس لیئے اس کو طویلہ کی مکھی کہا جاتا ہے۔ اس کا بیماری کے جراثیم کو منتقل کرنے کا طریقہ بالکل وہی ہے جو خون چوسنے والی مکھیوں کے بارے میں بیان کیا گیا۔ بیماریوں کو منتقل کرنے کے علاوہ یہ کاٹتی اس بری طرح سے ہے کہ جانوروں کے جوڑ اور پٹھے سوجھ جاتے ہیں اور بسا اوقات پیر ہلانا اٹھنا، بیٹھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ چونکہ دھوپ اس کو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے اس لئے یہ عموماً صحن اور مکان کے بیرونی حصوں میں رہا کرتی لیکن رات کے وقت یا جاڑے برسات میں گھر میں پناہ لیتی ہے انسان کا جسم چونکہ نازک و لطیف واقع ہوا ہے اس لیئے اسکو انسان کا خون پینے میں زیادہ آسانی اور سہولت ہوتی ہے۔

طویلہ کی مکھی کے توالد و تناسل کا طریقہ

اس کے انڈے دینے اور پیدا ہونے کے مقامات اور طریقے ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے معمولی مکھیوں کے۔ فرق کچھ ہے تو اس قدر کہ یہ معمول ہر بار ساٹھ انڈے دیتی ہے موافق حالات میں کوئی بیس دن کی مدت میں انڈوں سے مکھیاں بن جاتی ہیں لیکن جس جگہ یہ انڈے دیتی ہے وہاں کبھی روشنی کا گزر ہو یا وہ مقام خشک ہو جائے تو یہ مدت ایک مہینہ تک بڑھ جاتی ہے۔ اور اگر ماحول اس کی پیدائش کے لئے بالکل ناموزوں اور ناموافق ہو تو کبھی کبھی تین تین مہینے بھی گزر جاتے ہیں۔

طویلہ کی مکھی کی اقسام اور انسانوں کے لئے خطرہ

طویلہ کی مکھیوں کی بھی مختلف قسمیں ہوتی ہیں جن کو کسان اور کمبنی خوب جانتے ہیں۔ بعض تو شہد کی مکھی کے برابر بڑی ہوتی ہے۔ مگر چھوٹی ہوں کہ بڑی ہیں سب انسانوں اور جانوروں کی دشمن۔ اور دشمن بھی ایسی زبردست کہ وسط افریقہ میں لاکھوں کروڑوں حبشیوں کو تہ خاک کر دیا۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ انسان اس کے ظلم سے اور مخالفت پر کمر نہ باندھے۔

خاتمہ

خلاصہ مباحث غرض اس طول طویل داستان کا نچوڑ یہ ہے کہ متعدی بیماریوں میں انسان جراثیم کے منتقل ہونے سے مبتلا ہوتے ہیں بشرطیکہ طبیعتوں میں بچاؤ کی جو قوت ہوتی ہے وہ ان کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور یہ اکثر ہوتا ہے اسی وجہ سے بیماری کے جراثیم منتقل ہوتے ہی اکثر و بیشتر بیمار ہو جاتے ہیں۔ جراثیم منتقل ہوتے ہیں کسی طریقہ سے گھر کی مکھیوں کے سہارے جو گھر اور پڑوس کا کیا ذکر دور دور تک بیماریوں کو لئے پھرتی ہیں اسی پہلو سے گھر کی مکھی جان کی دشمن ہے۔ اس مکھی کے ذریعہ بیماریوں کا پھوٹ پڑنا اور منتقل ہونا ہمارا قیاس نہیں بلکہ اطباء اور ڈاکٹروں کے مدتوں کی تحقیق کا نتیجہ ہے اور مختلف تجربے اس کے شاہد ہیں اس کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دینا فاش غلطی ہے اور اسی غلطی اور غفلت کی سزا ہم صدیوں سے بھگت رہے ہیں۔ گو کارخانہ قدرت میں مکھی کا وجود زمانہ قدیم میں انسان کے ورود سے پہلے مفید تھا اور اب بھی انسانوں کی آبادی کے باہر مفید ہے مگر جہاں انسان کی بود و باش ہو وہاں اس وقت اس کی مطلق ضرورت نہیں بلکہ اس کا وجود جیسا کہ بیان کیا گیا خطرناک

ہے۔ اسی لئے اس کے قدرتی دشمنوں کی حفاظت جن کو اب تک انسانوں نے محض نادانی سے پامال کیا واجب اور ضروری ہے تاکہ اس کی تباہی میں وہ ہمارے معین و مددگار ہوں، ہر شخص کا اخلاقی، تمدنی، معاشرتی فریضہ ہے کہ مکھیوں کی ہلاکت اور انسداد میں جہاں تک ہو سکے سعی و کوشش سے دریغ نہ کرے تاکہ وہ خود اس کے بال بچے۔ بھائی بند اور ابنائے جنس اُن کے فتنہ و شر سے محفوظ رہ کر سکھ چین سے زندگی بسر کریں اور درد دکھ اور مصیبتوں کا نشانہ اور بے وقت کی موت کا شکار نہ بنیں۔ اس کے لئے عام لوگوں کے خیالات کی اصلاح مقدم ہے تاکہ خطرہ کا احساس ہر شخص کو ہو اور نہایت آسانی سے اس مفید مقصد کی تکمیل ہو۔ گھر اور باہر مکھیوں کو تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے متعدد اور مختلف سہل طریقے بیان کر دئے گئے۔ اگر ان سے کام لیا جائے تو امید قوی ہے کہ مکھیوں کے ساتھ متعدی بیماریوں کی روک تھام اور بیماریوں کی تعداد میں معقول کمی واقع ہوگی۔

علوم طبیعات و حقائق اشیاء کا جاننا ضروری ہے

خوش قسمت ہیں وہ قومیں اور مبارک ہے وہ سرزمین جہاں بہادر اسکاٹ جیسے لوگ پیدا ہوں۔ یہ نکلا تو تھا قطب جنوبی کی تلاش میں اتفاق سے سامنا ہو گیا کمبخت موت کا سردی اور فاقوں کی مار سے جب زندگی سے مایوسی ہو گئی اور موت منہ کھولے کھڑی نظر آنے لگی تو اس نے دم واپسیں اپنی بی بی کے نام یہ چٹھی لکھی جو آب زر سے تحریر کرنے کے قابل ہے۔

"محرم راز۔ میرا کوچ کا وقت قریب آگیا۔ گھڑی ساعت کا مہمان ہوں۔ تمہارا اللہ نگہبان ہو ایک لخت جگر تمہاری گود میں چھوڑ آیا ہوں۔ اتنی توجہ کرنا کہ علوم طبیعات اور حقائق اشیاء کا ابتدا ہی سے اس کو چسکا لگا دینا۔ کیونکہ اور کھیل کود سے یہ ہزار درجہ بہتر ہے۔ اس کی صحت کا خیال رکھو اور کاہل اور نکما نہ بننے دو۔"

اولاد کے لئے اس سے بہتر وصیت نہیں ہو سکتی ۔ اور نہ اس سے بڑھکر دماغی تفریح کا سامان دنیا میں کوئی اور ہو سکتا ہے کہ انسان خدا کی قدرت کا فطرت کی کتاب میں مطالعہ کرے جہاں ہر چیز میں ایک انتظام غایت درجہ موجود ہے ۔ اور سچ پوچھو تو تہذیب و ترقی کا معیار ہی یہی ہے کہ انسان چشم بصیرت کھولے اور موجودات عالم کی حقیقت کو سمجھنے اور جاننے کی کوشش کرے اور ان سے مفید نتیجے لیتا رہے انسانوں نے گو بہت کچھ ترقی کی ہے لیکن اب بھی اُن کی غفلت پر نظر ڈالو تو یہ کہنا پڑے گا کہ ہنوز دلی دور ہے ۔

ماہرین فن سائنس کے قابل قدر مشوروں پر کافی توجہ کرنی چاہیئے

یہ سچ ہے کہ ہر شخص کو جان پیاری ہوتی ہے اور کوئی چاؤ سے رنج و مصیبت کا سودا مول نہیں لیتا ۔ لیکن گمراہی اور غفلت کا کوئی علاج نہیں ۔ خود چونکنا تو رہا ایک طرف سائنس دانوں کی چیخ پکار پر ہم کانوں میں انگلیاں دھرتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے حالانکہ انسانوں کا یہ گروہ ہراول کی طرح ہمارے آگے آگے ہوتا ہے اور میدان کے اونچ نیچ اور خوف و خطر سے آگاہ کرتا جاتا ہے ۔ لشکر کی فلاح و بہبود تو اسی میں ہے کہ اسکی آواز پر کان لگائے رہے اور اسکی مفید ہدایتوں پر عمل کرے لیکن اس کے خلاف ہماری مثال اس غافل گروہ کی سی ہے جو ایک طوفان خیز دریا کے پل پر سے نہایت بے چینی اور بے تابی سے گزر رہا ہو اور اس پل کا یہ نقشہ ہے کہ پیر ادھر اُدھر بے طور پڑا اور غڑاپ سے دریا میں غرق ہو گئے اور ہوتا یہی ہے کہ پل کے اس پار بہت تھوڑے ہی پہنچتے ہیں ۔ بس یہی حال ہماری زندگی اور عمر طبعی کی آخری منزل کا ہے کہ سیکڑوں ہزاروں میں کوئی گھر شاذ ہی ہوگا ۔ جہاں بڑھاپے کی نورانی صورت دکھائی دے ۔

ہماری بدنصیبی

قوم اور ملک کی بدبختی نہیں تو کیا کہ ایک شخص عمر گنوا کر علم و ہنر اور

کھیوں نے ذخیرہ جمع کرنے کے بعد عین اس وقت میں جبکہ وہ ملک و قوم کے حق میں مفید اور کارآمد ثابت ہو سکتا ہے ذرا ذرا سی غفلت سے بیمار ہو کر بے وقت دنیا سے چل بسے ایسوں کا چل بسنا صرف خاندان اور کنبہ کی نہیں بلکہ ملک اور قوم کی نامرادی اور بدنصیبی ہے۔

ممکن ہے کہ کوئی کہہ اٹھے کہ یہ سب ٹھیک و بجا لیکن ان باتوں کو گھر کی مکھی سے کیا تعلق مگر ذرا سے غور و فکر سے معلوم ہوگا کہ اس سے تعلق ہے اور گہرا تعلق ہے۔ حقائق اشیاء سے جب قوم کے نونہالوں کو آگہی نہیں تو انہیں کیا خبر کہ علم کے وہ دفینے جن کا ہماری زندگی سے گوشت و ناخن کا تعلق ہے کہاں ہیں۔ مثال میں اسی گھر کی مکھی کو لیجیے اس کی پیدائش و افزائش، نشوونما، ساخت اور جراثیم کو منتقل کرنے کے ڈھنگ سے چونکہ ہم ناواقف ہیں اس لئے اس کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ ورنہ خدانخواستہ انسان کچھ مرنے پر تھوڑے ہی کمر باندھے ہوئے ہیں کہ خواہی نخواہی جان بوجھ کر دہکتی آگ میں کود پڑیں۔

محمد اسد اللہ (حیدرآبادی)



طبع ثانی

یہ ایک حسن اتفاق ہے کہ میری ناچیز علمی کوشش کی ملک میں اسقدر قدر و منزلت ہوئی کہ "جان کی دشمن مکھی" کا پہلا اڈیشن (جو سائنٹفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڑھ کی نذر تھا) دو مہینوں کی قلیل مدت میں ہاتھوں ہاتھ بک گیا۔ جناب سکرٹری صاحب ٹکسٹ بک کمیٹی صوبہ متحدہ علاوہ سرکار عظمت مدار نے بذریعہ مراسلہ نشان (جی - ۱۴۱ - ۴) مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء اطلاع دی کہ کمیٹی مذکور نے کتب خانوں اور جملہ مدارس اور ٹریننگ کلاسوں کی انعامی کتب میں شامل کرنے کے لئے تجویز کیا ہے۔ اور بذریعہ مراسلہ نشان (۲۳۵) مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۹۱۹ء جناب علیہ افسر صاحب بلدہ بھوپال نے کثیر تعداد میں نسخے طلب کئے۔ اسکے علاوہ سررشتہ تعلیمات ممالک محروسہ سرکار عالی نے بذریعہ مراسلہ نشان (۴، مورخہ ۱۴ آذر سنہ ۱۳۳۰ف اطلاع دی کہ جلسہ مجلس انتخاب کتب منعقدہ ۲ آبان سنہ ۱۳۲۹ف نے طے کیا کہ "کتاب مفید ہے۔ پرائمری مدارس کے استادوں کے لئے خرید کر دیجائے تاکہ وہ اسکے مضامین کو طلبا کے ذہن نشین کرائیں" اسی بنا پر سررشتہ مذکور نے ذریعہ مراسلہ نشان (۲۰۳۴) مورخہ ۴ امرداد سنہ ۱۳۳۱ف (۲۱۲۲) نسخوں کے ارسال کرنے کے لئے فرمایش کی۔ ان کے علاوہ طبع ثانی کے لئے میرے دوست احباب کا بیحد اصرار اور کتب فروشوں کا تقاضا جاری تھا۔ مشاہیر ملک اور رسالہ جات کی گراں قدر تنقیدوں سے حوصلے الگ بڑھ گئے۔ بس ان وجوہ سے میں نے شروع سے آخر تک کتاب کی نظر ثانی کی۔ زبان اور طرز بیان کو اور بھی سلیس اور عام فہم بنانے میں میں نے بساط بھر کوشش کی ہے۔ خدا جانے کہاں تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہوں میرے لئے انتہائی مسرت اور میری محنت کا بہترین صلہ یہی ہے کہ اسکے مضامین پر پبلک پوری پوری طور سے عمل پیرا ہو جائے وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

محمد اسد اللہ
حیدرآباد دکن

(نوٹ) کتاب "جان کی دشمن مکھی" کی جنکو ضرورت ہو منیجر تاج پریس حیدرآباد دکن سے طلب فرمائیں۔